Bodleian Libraries
UNIVERSITY OF OXFORD

This book is part of the collection held by the Bodleian Libraries and scanned by Google, Inc. for the Google Books Library Project.

For more information see:

http://www.bodleian.ox.ac.uk/dbooks

This work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial-ShareAlike 2.0 UK: England & Wales (CC BY-NC-SA 2.0) licence.

الحاصل تنقید و تصحیح کرنا منع نہین ہے اور مفسرین کی نسبت بداعتقادی اور اونکی توہین کرنا اور کل مقولات کو نامعتمد سمجھنا محض مکابرہ ہی واللہ اعلم وعلمہ اکمل واتم

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ علے احسانہ کہ رسالۂ مفید انام مؤید القرآن نام مولفہ جناب مولوی علی بخش خانصاحب بہادر جج ماتحت عدالت گورکھپور مطبع نامی منشی نولکشور لکھنؤ مین بماہ نومبر ۱۸۷۳ء مطابق ماہ رمضان ۱۲۹۰ ہجری طبع ہوا

INDIAN INSTITUTE

مگر اوسیقدر جو موافق ہون نہ مخالف اور بیضاوی نے اکثر کشاف سے اخذ مطالب کیا ہے اسیطرح مدارک مین بھی بعض مقام پر ظہور مین آیا ہے پس جب کسی عقیدہ کی بحث ہو یا کسی مسئلہ کی تحقیق منظور ہو تو کسی ایک تفسیر کی عبارت پر ختم کرنا اعتقاد کا اور تمام ضروریات علم کلام سے غافل نرہنا چاہیے مگر یہ بھی نہ سمجھنا چاہیے کہ مفسرین مذکور کے تمام اقوال نامعتبر ہین یا کوئی حدیث صحیح نہین لکھی ہے یا کوئی تفسیر کسی آیت کی مجمع علیہ اور متفق علیہ نہین ہے اخذ ما صفا و دع ما کدر پر عمل کرنا چاہیے فائدہ امام احمد حنبل رح کا قول دربارہ بے اعتباری احادیث مندرجہ تفاسیر کے نقل کر کے بعض اشخاص معترض ہوتے ہین مگر جواب اوسکا اتقان وغیرہ مین دیا گیا ہے اور وہ قول اگر صحیح بھی ہو تو اونہین تفاسیر سے متعلق ہے جو اونکے وقت مین کسی ایسے مفسر نے لکھی ہونگی جسنے التزام صحت روایات کا نہین کیا تھا نہ کہ آیندہ قیامت تک جو تفسیر تصنیف ہوتی جاے وہ اوسی قول سے مردود ٹھہرائی جاوے اور بعض ظریف مزاج علمانے جو تفسیر کبیر کی نسبت بیان کیا ہے کہ اوسمین سب کچھ ہے سواے تفسیر کے اونکی یہ غرض نہین ہے کہ تفسیر کبیر لغو اور واہیات ہے بلکہ اوسمین بحث تمام یا اکثر علوم کی دیکھی ہے اور ترجمہ آیات کا التزام نہین کیا ہے اسواسطے یہ لطیفہ کہا جاتا ہے مگر امام رازی نے یہ سوچا ہے کہ ترجمہ آیات کا یا حل کرنا معنی آیات کا اکثر تفاسیر مین ہوتا ہے الا کوئی ایسی تفسیر بھی چاہیے جس مین معنی بھی حل کیے جاوین اور مسائل کا بھی استخراج ہو اور اعتراضات و شبہات سے بھی بحث کیجاے اپنے طور کی یہ تفسیر بے مثل ہے

کلبی اور ثعلبی کا قول بھی لکھہ دیتے ہین اور اونکی یہ بھی عادت ہی
کہ احتمالات جسقدر وارد ہوسکتے ہین لکھتے چلے جاتے ہین کبھی تو
جواب بھی شبہات مخالفین کا دیدیتے ہین کبھی اعتراض یا شبہہ کو
بے حقیقت سمجھکر یا غیر ضروری جانکر اوسکے تردید مین کچھ نہین
لکھتے ہین کبھی علم کلام و تردید فلاسفہ و ملاحدہ و فرق باطلہ کیطرف
متوجہ ہوجاتے ہین تو اوسی فن کے طرز پر کلام جاری ہوتا ہے
یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ جو شبہہ یا احتمال یا اعتراض تفسیر کبیر مین
لکھکر جواب اوسکا چھوڑ دیا ہے وہ لاجواب یا مقبول و مسلم
اہل سنت وجماعت کا ہے یا اگر جواب بھی لکھا ہے تو اوسی جواب کا
حصر ہوگیا ہے اوس سے عمدہ دوسرا جواب متکلمین فرقۂ حقہ کے
پاس نہین ہے بعض مبتدع اور مبتلاے ہواے نفسانی کی
عادت ہے کہ ایک فقرہ تفسیر کبیر کا نقل کردیتے ہین اور اہل سنت پر
الزام دیتے ہین اور عوام بلکہ متوسطین یہ سمجھ لیتے ہین کہ جو کچھ
تفسیر کبیر مین لکھا ہے وہ گویا منطوق آیت قرآنی مین داخل ہی
حالانکہ ایسا خیال نکرنا چاہیے صفت جامعیت و صحت مضامین
باعتبار اکثریت وحصول فوائد علم تفسیر وغیرہ فوائد مین وہ تفسیر
نہایت عمدہ ہے مگر ہر عبارت پر تکیہ کرلینا محققین کی شان سے
بعید ہے اور مخفی نرہے کہ کشاف کے مصنف معتزلی مذہب ہین
جنکو ہمارے مذہب حق سے بہت اختلاف ہے لہذا جس جگہ
اپنے مذہب اعتزال کی تایید کی ہے اوس سے خبردار رہنا
چاہیے اور میلان اونکے مذہب کا طرف امامیہ کے ہے
اوس سے بھی غافل نرہنا چاہیے اور وہ کلبی وغیرہ مجروحین
کے اقوال بھی لکھتے ہین اونکو مسلمات اہل سنت مین سمجھنا نہ چاہیے

یہ ہوتی ہے کہ اس آیت کی تفسیر مین کسقدر قول ہین اور
سابقین کیا کیا فرماتے ہین بعض مفسرین کسی کسی جگہ
تحقیق بھی لکھہ دیتے ہین بعض نہین لکھتے تفسیر درمنثور سیوطی
کا بھی ایسا ہی حال ہے کہ صدہا روایات اوسمین موجود ہین
مگر نوبت تنقید و تحقیق راجح مرجوح کی نہین پہونچی لہذا اکثر
اہل خلاف بحوالہ اوسی تفسیر کے خامہ فرسائی اور شک اندازی
کیا کرتے ہین جس اصول کو مین نے عرض کیا ہے محقق کو ہرگز
چھوڑنا نہ چاہیے ورنہ ٹھوکرین کھائیگا اور چونکہ ہر فن کی کتابین
علحدہ علحدہ موجود ہوتی ہین لہذا جس فن کی بحث پیش آوے
اوسی کی طرف رجوع کرنا لازم ہوگا جسوقت کوئی حدیث تفاسیر
مین دیکھی جاوے تو اوسکی اسناد کی تلاش کرنی لازم ہے
اور یہ بھی دیکھنا ہوگا کہ اسماء الرجال مین وہ راوی کیسے لکھے گئے ہین
اور وہ روایت کسقدر احادیث صحیحہ سے موافقت یا مخالفت
رکھتی ہے اور اصول علم حدیث کا اقتضا اوسکے باب مین
کیا ہے اور مفسرین مین بھی دو قسم کے علماء گذرے ہین
بعضے ایسے بھی ہین کہ تفسیر و حدیث دونون کے امام ہین مثلاً
حضرت بغوی رح صاحب معالم التنزیل اونکی تفسیر مین اکثر
روایات باسناد خاص موجود ہین اور اونکے مثل جو علماء ہین
زیادہ تر اونکا کلام فن حدیث مین اعتبار کے لائق ہے گو
تفسیر ہی مین کیون نہ لکھین اور امام رازی رح اگرچہ بڑے
محقق و متکلم اور جامع علوم دینی ہین مگر اپنی تفسیر مین التزام
نہین کیا ہے کہ کوئی حدیث یا روایت ضعیف یا مرجوح یا موضوع
نہ لکھین اونکی تفسیر جامع اقوال و احتمالات کثیرہ ہے یہان تک کہ

مگر تعین اس امر کا کہ فلان آیت قرآن کی یقیناً تھی اون
روایات سے نہین ہو سکتا البتہ جسطرح استخراج احکام
شرعیہ دلیل ظنی سے جائز ہے باعتبار صحت بعض احادیث
صحیح کے حکم شرعی کا استنباط ہو سکتا ہے مگر اعتقاد قرآنیت کا
بغیر تواتر و علم قطعی کے متعذر ہے لہذا ہم یہ اعتقاد رکھتے ہین
کہ کوئی آیت جو منسوخ التلاوت روایات غیر متواترہ مین مذکور
ہے قرآن کا حکم اوسپر نہین ہو سکتا محض حدیث کے درجہ
مین وہ روایت رہ جائیگی اور جیسا قاعدہ تنقید احادیث
صحیحہ و سقیمہ کا ہے اون روایات مین بھی جاری رکھا جائیگا
اور جب کوئی حدیث صحیح مان لیجائیگی تو مفید علم ضروری ہوگی
علم قطعی و تواتر مجرد روایت کے دیکھنے سے نہین حاصل ہوگا
تفاسیر مین اکثر آیات کی ذیل مین جو اختلافات قرائت لکھی گئی ہین
اونمین بھی متواتر اور شاذ دونون قسم کے ہین پس جب کسی
آیت منسوخ التلاوۃ یا کسی قرائت کی تحقیق منظور ہو تو وہی
قاعدۂ کلیہ مرعی ہوگا کہ قرآنیت بغیر ثبوت تواتر کے تسلیم
نہ کیجائیگی روایت صحیحہ بمنزلۂ حدیث کے رہیگی جس سے بعد
توافق و تعارض روایات کے علم ظنی و ضروری حاصل ہوگا
اور واسطے استنباط احکام شرعیہ کے کام آئیگی اور
قرائت مین بھی وہی قرائت نماز مین پڑھنی جائز ہوگی جسکا
تواتر ثابت ہو نہ شاذہ و متکلم فیہا لہذا فن قرائت کیطرف
رجوع کرنا علماء کا ضروری ہے مجرد دیکھہ لینا کسی تفسیر مین کافی
نہین ہے کیونکہ مفسرین کے اقوال اکثر جامع روایات کے
ہوا کرتے ہین تنقید روایات کی کمتر کیجاتی ہے اور غرض اونکی

الحاصل جو مجموعۂ مرتبۂ قرآن شریف ہے اور ہم لوگ اوسکی تلاوت کرتے ہین یہی متواتر اور بلا تحریف و تبدیل ہے اور اخیر مرتبہ جو جبرئیل نے آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر عرض کیا تھا وہ ہی باقی ہے اوسکو خلافت راشدہ مین جمع کیا گیا تھا اور اوسکو قائم رکھنے کے واسطے حضرت عثمانؓ نے باجماع صحابہ کرامؓ سعی بلیغ فرمائی تاکہ ماعدا اوسکے جو الفاظ بعض شخصاص نے لغات منسوخہ کے لکھ رکھے تھے اور وہ باعث اختلاف فی القرآن کے آیندہ زمانہ مین ہوجاتے محو کیے گئے نفس قرآن مین نہ کمی ہوئی ہے نہ زیادتی اور رسم کتابت مین بھی قریش کا طریقہ اختیار کیا گیا تھا اور وہ ہی صحابہ مہتمم مقرر ہوے تھے خود بھی حافظ قرآن تھے اور عرضہ اخیرہ جبرئیل مین بھی حاضر تھے اور رسول صلعم سے بلا واسطہ سیکھ چکے تھے اور زمانہ خلافت شیخین مین بھی موجود تھے اور کاتب وحی بھی تھے اور جب شبہہ کسی بات مین ہوتا تھا تو تحقیق کرکے بخوبی رفع کر لیا جاتا تھا لامحالہ قرآن شریف مین کسیطرح کا شک نہین ہے نہ کوئی اعتراض وارد ہی **چوتھا سوال** آیات منسوخ التلاوت کی بابت مین جو روایات وارد ہین قرآنیت بعض آیات کی جو روایات مذکورہ مین منقول ہین قابل تسلیم ہے یا نہین اور اعتماد روایات موصوفہ پر ہونا چاہیے یا قطعاً موضوع اور ناقابل اعتماد ہین **الجواب** قرآنیت کسی آیت کی اخبار احاد سے ثابت نہین ہوسکتی کیونکہ واسطے تسلیم قرآن کے تواتر شرط ہے ہان علی قدر مشترک روایات متعددہ سے اسیقدر علم ضروری حاصل ہوتا ہے کہ بعض آیات کی تلاوت منسوخ ہوگئی

لما يشتهى كل احد الى امارة عثمان رض فلما كتب
المصاحف وارسل النسخ الى بلاد الاسلام جمع
الناس على لغة قريش بعد ماجمعه زيد بن
ثابت بامر ابى بكر واستصواب عمر رض بمجموع اللغات
وامر عثمان بمحو ماعداه رفعًا للخلاف الذى
وقع فى الناس بانكار بعضهم قراءة بعض و يكفر
كل من الفريقين اخر ولم يبق من الحروف المختلفة
فيها على نهج التواتر الاشئ يسير وبقى المختلف
فيه من الادغام والامالة و التوقف وغير ذلك
من القسم المشترك الذى اشتهر عند القراء
السبع لاتصال سنده على اصله مقروابه
وما عدا ذلك فانه متروك لايقرء به ولا يحتج
لفقد الضرورة التى دعت اليه فى اول الوهلة
ثم لسقوط الرواية عنه وانعدام التواتر فيه
وهذه العلة هى التى يعتمد عليها ما فى ترك القراءة
التى تخالف نظم المصحف المجمع عليه وهذا القول
هو المعتمد عليه الذى عليه اكثر الشارحين
وقيل المراد به قراءة السبع فانها كلها متواترة ثبت
انزالها وقرانيتها يترتب على كل واحدة منها احكام
التلاوة من جواز الصلوة بها وحرمة مس الجنب
والمحدث اياها وقد ثبت قراءة يعقوب فصارت
ثمانية وقد يدعى العشر انها متواترة و القول
المختار الذى عليه الجمهور هو الاول انتهى بلفظه

العرف الكنسابها لا انهم هم النقلة فقط فتدبر فانه
حق واضح انتهى محصله وهكذا في الاتحاف
والنشر للعلامة الجزري القاري وذكر في
الكشف الكبير في اصول الفقه الحنفي ان
القراءة السبع كلها متواترة عند الكل كذا في العقود
العشر للعلامة احمد بن يحيى بن محمد بن سعد الدين
التفتازاني وهكذا في التوضيح والتلويح والتفسير
النيشاپوري ومعالم التنزيل والبيضاوي وغيره من
كتب التفسير والحديث والفقه كما لا يخفى
على المهرة اولي الابصار واولي الالباب والله اعلم بالصواب
اور مرقاة شرح مشكوة میں ہے قوله انزل القران
على سبعة احرف وقد جاء في رواية نزل القران على
سبعة احرف كلها شاف وكاف قيل المراد
سبعة احرف سبع لغات للعرب مشهود لها
بالفصاحة فان حرف الشيء طرفه ولهذا سميت
حروف التهجي لانها اطراف الكلم وهذه سبعة
اطراف اللغات وهي لغة قريش وطي
وهوازن واهل اليمن وثقيف وهذيل
وبني تميم فان القران نزل اولا بلغة قريش
ولما شق على كل العرب القراءة بلغتهم رخص
في ذلك وكان ذلك سوال منه صلعم ربه عز وجل
كما ورد في حديث ابي بن كعب قد اورده التوربشتي
في شرحه وكانوا يقرؤنه على اللغات المختلفة المذكورة

اشتهر والحفظ القران من الصحابة عثمان رض
وعلى وابى وزيد بن ثابت وعبد الله بن
مسعود وابو الدرداء ومعاذ بن جبل والوليد
الانصارى ثم ابو هريرة وعبد الله بن عباس
وعبد الله بن السائب رضى الله عنهم اجمعين
واشتهر من التابعين يزيد بن القعقاع و
عبد الرحمن الاعرج ومجاهد بن جبير و
سعيد بن جبير وعكرمة وعطاء بن يسار وابن
ابى رباح والحسن البصرى وعلقمة بن قيس والاسود
وزر بن حبيش وعبيدة السلمانى ومسروق
واليهم ترجع السبعة فان نافعا اخذ عن ابى
جعفر وابن كثير اخذ عن عبد الله بن السائب
واباعمرو اخذ عن ابى جعفر ومجاهد وابن
عامر اخذ عن ابى الدرداء وعاصما اخذ عن
زر وحمزة اخذ عن عاصم والكسائى
اخذ عن حمزة هذه خلاصة ما فى اتمام الدراية
لقراء النقاية للشيخ العلامة السيوطى وغاية
البسط والتفصيل فى التحبير للشيخ المذكور المرحوم
وفى مسلم الثبوت وشرحه القراءة
السبع المنسوبة الى الائمة السبع نافع وابن
كثير وابى عمرو وابن عاصم وابن
عامر وحمزة والكسائى متواترة ونسبتها
اليهم انما هى لاختصاصهم بالتصدى وافناء

فی الصلوۃ ولا غیرها ومنه مالا یخالف رسم
المصحف ولم تشتهر القراۃ به وانما ورد من
طریق غریب لا یعول علیها وهذا یظهر المنع من
القراۃ به ایضا ومنه ما اشتهر عند ائمة هذا
الشان القراۃ به قدیما فهذا الاوجه للمنع منه الخ
الحاصل قرأت متواترہ نماز وغیرہ نماز میں معتبر ہے نہ شاذہ اور
متواتر کی تعریف ہم بیان کر چکے اور قرأت شاذ کا حکم مثل خبر احاد کے ہے
اتقان میں ہے اختلف فی العمل بالقراۃ الشاذۃ فنقل امام
الحرمین فی البرهان عن ظاهر مذهب الشافعی انه
لا یجوز وتبعه ابو نصر القشیری وجزم به ابن
الحاجب لانه نقله علی انه قرآن ولم یثبت
وذکر القاضیان ابو الطیب والحسن
والرویانی والرافعی العمل بها تنزیلا لها
منزلة خبر الاحاد وصححه ابن السبکی فی جمع
الجوامع وشرح المختصر وقد احتج الاصحاب علی قطع
یمین السارق بقراۃ ابن مسعود وعلیه
ابو حنیفة رح ایضا واحتج علی وجوب
التتابع فی صوم کفارۃ الیمین بقراته
متتابعات ولم یحتج بها اصحابنا لثبوت نسخها
کما سیاتی انتهی بلفظه اقول المتواتر
هو السبعة ای القرأت السبع المنسوبة
الی الائمة السبع نافع وابن کثیر وابی عمرو وابن
عامر وعاصم وحمزۃ والکسائی والرواۃ والحفاظ

وتفرقوا اممابعد امم واشتهر من رواة كل طريق
من طريق السبعة راويان فعن نافع قالون
وورش عنه وعن ابن كثير قنبل والبزى
عن اصحابه عنه وعن ابى عمرو والدورى
والسوسى عن اليزيدى عنه وعن ابن عامر
هشام وذكوان عن اصحابه عنه وعن عاصم ابوبكر
ابن عياش وحفص عنه وعن حمزة خلف و
خلاد عن سليم عنه والكسائى والدورى
وابو الحارث الخ بلفظه وقال الكواشى كلما صح سنده
واستقام وجهه فى العربية ووافق خط المصحف
الامام فهو من السبعة المنصوصة ومتى فقد شرط
من الثلاثة فهو الشاذ وقد اشتد انكار ائمة
هذا الشان على من ظن انحصار القراءة
المشهورة فى مثل ما فى التيسير والشاطبية
واخر من صرح بذلك الشيخ تقى الدين السبكى
فقال فى شرح المنهاج قال الاصحاب تجوز القراءة
فى الصلوة وغيرها بالقراءة السبع ولا تجوز بالشاذ
وظاهر هذا يوهم ان غير السبع المشهورة من
الشواذ فقد نقل البغوى الاتفاق على
القراءة بقراءة يعقوب وابى جعفر مع السبع المشهورة
وهذا القول هو الصواب قال واعلم ان الخارج عن السبع
المشهورة على قسمين منه ما يخالف رسم
المصحف فهذا لاشك فى انه لا تجوز قراءته لا

وبالشام مغيرة بن ابى شهاب المخزومى صاحب
عثمان وخليفة بن سعد صاحب ابى الدرداء
ثم تجرد قوم واعتنا بضبط القرأة اتم عناية
حتى صاروا ائمة يقتدى بهم ويرحل اليهم
فكان بالمدينة ابوجعفر بن القعقاع
ثم شيبة بن نصاح ثم نافع بن ابى نعيم و
بمكة عبد الله بن كثير وحميد بن قيس
الاعرج ومحمد بن محيصن وبالكوفة يحيى بن
ثابت وعاصم بن ابى النجود وسليمان الاعمش ثم
حمزة ثم الكسائى وبالبصرة عبد الله بن ابى
اسحاق وعيسى بن عمر وابو عمرو بن العلاء
وعاصم الجحدرى ثم يعقوب الحضرمى
وبالشام عبد الله بن عامر وعطية بن قيس
الكلابى و اسماعيل بن عبد الله بن
المهاجر ثم يحيى بن الحارث الذمارى ثم شريح
بن يزيد الحضرمى و اشتهر من هولاء
فى الافاق الائمة السبعة نافع واخذ عن سبعين من
التابعين منهم ابوجعفر وابن كثير واخذ من عبد الله
بن السائب الصحابى وابو عمرو واخذ عن التابعين
وابن عامر واخذ عن ابى الدرداء واصحاب عثمان
وعاصم واخذ عن التابعين وحمزة واخذ عن عاصم والاعمش
والسبيعى ومنصور بن المعتمر وغيرهم والكسائى واخذ عن
حمزة وابى بكر بن عياش ثم انتشرت القراء فى الاقطار

فرد فرد مما روی عنهم قالوا والقطع بانها
منزلة من عند الله واجب ونحن بهذا
نقول الحاصل فيه المشتهرون باقرا القران
من الصحابة سبعة عثمان وعلي ر وابي ر
وزيد بن ثابت وابن مسعود وابو الدرداء وابو
موسى الاشعري كذا ذكرهم الذهبي في
طبقات القراء قال وقد قرء على ابي جماعة
من الصحابة منهم ابو هريرة وابن عباس
وعبد الله بن السائب رضي الله عنهم
واخذ ابن عباس عن زيد ايضا واخذ
منهم خلق من التابعين فممن كان
بالمدينة ابن المسيب وعروة وسالم وعمر بن
عبد العزيز وسليمان وعطاء ابنا يسار ومعاذ بن
حارث المعروف بمعاذ القاري وعبد الرحمن
ابن هرمز الاعرج وابن شهاب الزهري
ومسلم بن جندب وزيد بن اسلم وبمكة عبيد وعطا
ابي رباح وطاوس ومجاهد وعكرمة وابن ابي مليكة
وبالكوفة علقمة والاسود ومسروق
وعبيدة وعمرو بن شرحبيل والحارث بن قيس
والربيع بن خيثم وعمرو بن ميمون وابو عبد الرحمن
السلمي وزيد بن حبيش وعبيد بن نضيلة وسعيد بن
جبير والنخعي والشعبي وبالبصرة ابو العالية وابو رجاء
ونصر بن عاصم ويحيى بن يعمر والحسن وابن سيرين وقتادة

فلما تقاصرت الهمم اقتصروا مما توافق خط
المصحف على ما يسهل حفظه وتنضبط القراة به
فنظروا الى من اشتهر بالثقة والامانة وطول
العمر فى ملازمة القراة والاتفاق على الاخذ عنه
فافردوا من كل مصر اماما واحدا ولم يتركوا مع
ذلك نقل ما كان عليه الائمة غير هولاء
من القراءة ولا القرءة به كقرأة يعقوب
وابى جعفر وشيبة وغيرهم وفى منع
الموانع انما قلنا فى جمع الجوامع والسبع متواترة
ثم قلنا فى الشاذ والصحيح انه ماوراء العشرة ولم
نقل والعشرة متواترة لان السبع لم يختلف فى
تواترها فذكرنا اولا موضع الاجماع ثم عطفنا عليه
موضع الخلاف الخ ايض فى الاتقان وقال فى جواب
سوال ساله ابن الجزرى القراة السبع التى
اقتصر عليها الشاطبى والثلاث التى هى
قراة ابى جعفر ويعقوب وخلف متواترة
معلومة من الدين بالضرورة
وكل حرف انفرد به واحد من العشرة
معلوم من الدين بالضرورة انه منزل على
رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يكابر فى شىء من ذلك
الا جاهل ايض فيه وقال ابو شامه شاع على السنة
جماعة من المقرئين المتاخرين وغيرهم
من المقلدين ان السبع كلها متواترة اى كل

تقد عشنا برهة من دهرنا يدل على ان ذالك
اجماع من الصحابة واخرج هذا الاثر البيهقي في
سننه وعن علي رض في قوله تعالى ورتل القران ترتيلا
قال الترتيل تجويد الحروف ومعرفة الوقوف كذا في
الاتقان والبقية وقال مكي من ظن ان قراءة هؤلاء القراء كنافع
وعاصم هي الاحرف السبعة التي في الحديث فقد غلط
غلطا عظيما قال ويلزم من هذا ان ما خرج عن قراءة
هؤلاء السبعة مما ثبت من الائمة غيرهم ووافق خط
المصحف ان لا يكون قرانا وهذا غلط عظيم
قال الذين صنفوا القراءة من الائمة
المتقدمين كابي عبيد القاسم بن سلام
وابي حاتم السجستاني وابي جعفر الطبري واسماعيل
القاضي وقد ذكروا اضعاف هؤلاء وكان
الناس على راس المائتين بالبصرة على قراءة
ابي عمرو ويعقوب وبالكوفة على قراءة حمزة وعاصم
وبالشام على قراءة ابن عامر وبمكة على
قراءة ابن كثير وبالمدينة على قراءة نافع واستمروا على
ذلك فلما كان على راس الثلاثمائة اثبت
ابن مجاهد اسم الكسائي وحذف
يعقوب قال والسبب في الاقتصار على
السبعة مع ان في ائمة القراء من هو اجل
منهم قدرا ومثلهم اكثر من عددهم
ان الرواة عن الائمة كانوا كثيرا جدا

ف — مکی کا قول ہے کہ یہ گمان کرنا غلط ہے کہ سات قرائتیں جنکا ذکر حدیث میں ہے وہی نافع و عاصم وغیرہ کی قرائتیں ہیں کیونکہ اس سے علاوہ ان ساتوں کے دوسرے ائمہ سے ثابت ہوا اور موافق خط مصحف کے ہو قرآن نہیں رہ جاتا حالانکہ یہ بڑی غلطی ہے اگلے ائمہ قراءت نے ان سے زیادہ ذکر کیا ہے چنانچہ بصرہ میں ابو عمرو و یعقوب اور کوفہ میں حمزہ و عاصم اور شام میں ابن عامر اور مکہ میں ابن کثیر اور مدینہ میں نافع کی قراءت کو طالبان دو سو آدمی سے زیادہ پڑھا کرتے تھے ہر چند علاوہ انکے ائمہ قراءت بڑے بڑے اور بہت ہیں لیکن بنظر آسانی حفظ و ضبط کے ہر شہر میں ایک ایک امام جو نہایت متقی قراءت میں مشہور اور لوگوں کو تعلیم کرتے تھے منتخب کر لیے گئے تاہم اور قراء کی قراءت متروک نہیں ہوئی ۱۲ * * *

اور ابن الجزری نے کتاب النشر میں فرمایا ہے وفی کلام علی دلیل
علی وجوب ذلک وفی کلام ابن عمر برهان
علی ان تعلمه اجماع من الصحابة و
صح بل تواتر عندنا تعلمه والاعتناء به
من السلف الصالح کابی جعفر یزید بن
القعقاع احد اعیان التابعین. و صاحبه
وصاحبه الامام نافع وابی عمرو و یعقوب وعاصم
وغیرهم من الائمة وکلامهم فی ذلک
معروف ونصوصهم علیه مشهورة فی
الکتاب الخ بلفظه وقال ابو جعفر النحاس فی تصنیفه
حدثنا محمد بن الانباری ثنا هلال بن
العلاء ثنا ابی وعبد الله بن جعفر قالا ثنا
عبید الله بن عمرو الرقی عن زید بن انیسه
عن القاسم عوف البکری قال سمعت عبد الله
ابن عمر یقول لقد عشنا برهة من دهرنا وان
احدنا لیؤتی الایمان قبل القرآن و تنزل
السورة علی محمد صلی الله علیه وسلم
فنتعلم حلالها وحرامها وما ینبغی ان یوقف عنده
منها کما تعلمون انتم الیوم القرآن ولقد راینا الیوم
رجالا یؤتی احدهم القرآن قبل الایمان فیقرء ما بین فاتحته
الی خاتمته ما یدری امره ولا زاجره ولا ما ینبغی ان یوقف عنده
منه قال النحاس فهذا الحدیث یدل علی انهم کانوا یتعلمون
الاوقاف کما یتعلمون القرآن وقول ابن عمر و

اصلی الله علیہ وسلم للبیان والاعجاز والقراۃ اختلاف
الفاظ الوحی المذکور فی الحروف او کیفیتها من
تخفیف وتشدید وغیرهما اور اتقان میں ہے
والاصل فی المد ما اخرجه سعید بن
منصور فی سننه حدثنا شهاب بن خراش
حدثنا مسعود بن یزید الکندی قال کان
ابن مسعود یقرئ رجلا فقرء رجل انما الصدقات
للفقراء والمساکین مرسلة فقال ابن مسعود
ماهکذا اقرأنیها رسول الله صلی الله علیه
وسلم فقال کیف اقرأها یا ابا عبد الرحمن قال
اقرأنیها انما الصدقات للفقراء والمساکین
فمدوها هذا حدیث جلیل حجة ونص
فی الباب رجال اسناده ثقات اخرجه
الطبرانی فی الکبیر بلفظه ابن حدیث صحیح الاسناد سے
معلوم ہوا کہ قراءت کی تعلیم بھی حضرت ختم رسالت صلعم سے صحابہ کرام نے حاصل کی تھی اور صحابہ سے
تابعین میں پہونچی اور حدیث مرفوع حذیفہ سے بھی پایا جاتا ہے کہ صحابہ کرام الحان اور صوات کی بھی تعلیم فرماتے تھے
قال الدانی الفتح والامالة لغتان مشهورتان
علی السنة الفصحاء من العرب الذین
نزل القران بلغتهم فالفتح لغة اهل الحجاز
والامالة لغة عامة اهل نجد من تمیم
واسد وقیس قال والاصل فیها حذیفة
مرفوعا اقرءوا القران بلحون العرب
واصواتها وایاکم واصوات اهل الفسق واهل الکتابین بلفظه

ف ایک شخص نے جسکو ابن مسعود پڑھاتے تھے پڑھا انما الصدقات للفقراء والمساکین پس کہا ابن مسعود نے کہ رسول صلعم نے للفقراء مد کے ساتھ پڑھایا ہے ۱۲
ف دانی نے کہا ہے کہ فتحہ اور امالہ دونوں زبان فصحی عرب میں

ثابت نہین ہے ہان بعض قرآت شاذہ بیان کیے جاتے ہین
جو نہ قرآن مین نہ حدیث پھر اونکا ذکر بھی بیفائدہ ہے الغرض
صرف قرائت متواترہ معتبر ہے خواہ ساتون ائمۂ قرائت سے
مروی ہو خواہ اون کے سوا اور اماموں سے منقول ہو **سوال**
بعض مسائل شرعیہ ایسے بھی منقول ہین جو اخبار احاد سے اختلاف
قرآت مقبول رکھکر مان لیے گئے ہین **جواب** ہرگز قرآن کا لفظ
ہونا کسی اخبار احاد سے یقین نہین کیا گیا ہان کبھی ایسا اتفاق
ہوا ہے کہ کوئی حدیث منجملہ اخبار احاد پائی گئی ہے اور اوسکے
علاوہ بھی ائمۂ اربعہ کے نزدیک فعل صحابہ و اتفاق محققین تابعین
بھی دیکھ لیا گیا ہے اور اشارۃ النص بھی اپنے استنباط کا
سمجھ لیا ہے تب حکم اور فتوے دیا ہے بعض غیر محققین نے
غلطی سے سمجھ لیا ہے کہ شاید امام اعظم نے اخبار احاد سے
قرانیت کسی لفظ کی یقین کی ہے خواہ اسکا اختلاف
قرات مانا ہے حالانکہ ہرگز یہ وہم وگمان صحیح نہین ہے اور محض
بے اصل ہے ہمارے اصول کا مسئلہ یہی ہے ان التواتر
شرط فی ثبوت ماھو من القران اب تو اصل حقیقت اختلافات قرائت کی
اجمالاً بیان کردی گئی اور اہل علم خوب سمجھ لین گے میری تقریر
خلاصہ ہے دفاتر طویلہ فن قرائت و اقوال محققین کا اور بعد توافق
ورفع تعارض اقوال وروایات مختلفہ کے غالباً قول فیصل یہی نکلیگا
جو مین نے عرض کیا ہے تمام اختلافات علماء دین کا نقل کرنا
محض تضیع اوقات سمجھ کر اپنے تحریر کے چند مؤیدات پیش کرتا ہون
اتقان مین ہے قال الزرکشی فی البرھان القران والقرأۃ
حقیقتان متغایرتان فالقران ھو الوحی المنزل علی محمد

قسم چہارم مین کلیہ قاعدہ یہ ہے کہ اگر اختلاف معنی سے تفسیر
معنی واحد کی نکل سکتی ہے تو اوسکو غایت مرتبہ فصاحت وبلاغت
مین سمجھنا چاہیے نہ کہ اوسمین شک و تردد کرنا اور اگر تعدد حکم کا بھی
ہوجاوے تو اوسکو بمنزلہ آیت علٰحدہ کے سمجھنا چاہیے اور
یہ بھی کمال فصاحت وبلاغت ہے کہ ایسا کلمہ نازل ہوا کہ جب اوسکو
تھوڑی حرکت بدلنے کے ساتھ تلاوت کیا جاوے تو ایک دوسرا
حکم احکم الحاکمین کا بھی معلوم ہوجاوے اور اگر اختلاف اس قسم کا ہو کہ
دونون لفظ کے معنی مین تضاد پایا جاوے تو اس قسم کا اختلاف
تمام قرآن مین میری نظر سے نہین گذرا نہ کسی قرات متواترہ مین
ثابت ہوا اب مجملہ صورتین اختلاف کی بیان کرکے ہم ایک امر
ضروری کی طرف تنبیہ کرتے ہین کہ سواے اوس قسم کے جو محض
تلفظ وقواعد صرف ونحو وعلم لغت ومعانی بیان کی طرفیہ پر مبنی ہین
باقی اختلافات قرائت اس قسم کے جنمین اختلافات احکام ومعانی
پائے جاتے ہون ہرگز مقبول نکیے جائینگے جب تک احادیث
صحیحہ خواہ اجماع امت وتواتر سے ثبوت اوسکا نہوگا کیونکہ قرآن
ثابت نہین ہوتا اخبار احاد سے پس بمقابلہ قرات متواترہ کے
جو قرات شاذہ ثابت کیجائیگی وہ کبھی معتبر نہوگی اور اوسکا پڑھنا
نماز مین جائز نہوگا اور اس امر مین کمال احتیاط کرنی ہوگی بعض اشخاص
فی زماننا جو یہ سمجھ رہے ہین کہ اختلافات قرائت سبعہ کا نام لیکر قرات
شاذہ کو بھی قرآن بیان کرنے سے ہماری ذی علمی ثابت ہوگی
اون سے خبردار رہنا چاہیے اب رہ گئی قسم پنجم جس مین کوئی کلمہ
زائد پڑھا جاوے میری تحقیق مین تمام قرآن شریف موجود کی
سوا کوئی کلمہ زائد تواتر یا احادیث مفید یقین یا اجماع امت سے

امام اہل بصرہ و عبد اللہ بن عامر امام اہل دمشق و عاصم امام اہل کوفہ و حمزہ امام اہل کوفہ بعد عاصم کے و علی بن حمزۃ الکسائی امام اہل کوفہ کے بعد حمزہ کے مشہور معروف ہوے ان بزرگوارون نے تحقیق قرات مین کمال حاصل کیا تھا اور اونکا اسناد طرق معدودہ کے ساتھ صحابہ کرام و رسول انام صلے اللہ علیہ وسلم تک پہونچتا تھا اور اون سے بھی اسناد متاخرین کا سلسلہ جاری تھا یہ طریقہ واسطے مزید احتیاط اور قائم رکھنے علم قرائت و صحت اسناد کے جاری ہوا تھا ورنہ وہ بزرگان دین موجد قرائت کے نہین ہین نہ اونہین سات پر حصر صحیح ہے بلکہ علاوہ اونکے بھی ابی جعفر و شعبہ و اعمش وغیرہ امام اس فن کے سمجھے گئے ہین اور ائمہ موصوفین سے ایسا فیض جاری ہوا کہ قواعد منضبط ہوکر تدوین مین آگئے اور ذریعہ تحقیق اقسام قرات کا بھی ہاتھ آیا الحاصل یہ اختلافات قرات کئی قسم کے ہین ہر ایک کو علحدہ علحدہ یاد رکھنا ضروری ہے اول صرف اختلاف تفخیم و ترقیق مخارج حروف کا ہے دوم تخفیف و تشدید و حذف ہمزہ و وقف و ادغام و امالہ و مد و سکتہ و رسم خط وغیرہ کا ہے سوم بعض الفاظ کو ابواب ثلاثی و رباعی مجرد مین ہی پڑھتے ہین اور اونہین الفاظ کو ثلاثی مزید و رباعی مزید مین یا دوسرے باب مین بھی بولتے ہین یا واحد کے صیغہ کو تھوڑی سی مد بڑھانے سے جمع پڑھتے ہین مثل رفرف و رفارف و عبقری و عباقری چہارم کبھی کبھی بعض الفاظ کے تلفظ مین اختلاف معنی بھی ہوجاتا ہے اور حرکات بھی بدل جاتی ہین پنجم کوئی کلمہ زائد بھی بعض روایات مین پایا جاتا ہے قسم اول و دوم و سوم مین کہ صرف لب و لہجہ کی اختلاف سے اختلاف قرات ہوتا ہے اور کوئی تغیر و تبدیل معنوی اس قسم کی نہین ہوجاتی کہ بحث کی ضرورت ہو

سبعہ احرف ہے بعض علما نے جو اوسی کو سبعہ احرف مین معدود کیا ہے عند المحققین و جمہور علماے دین قابل قبول نہین ہے جیسا کہ ہم بیان بھی کر چکے پس ایک ہی لغت مین اختلاف قرات کا ہے اور وجہ اوس اختلاف کی صریح ظاہر ہے کہ ادا کرنا الفاظ وحی کا ساتھ مخارج حروف اور کیفیت مد و ادغام و وقف و امالہ و اظہار و اخفا و سکتہ وغیرہ ضروریات کی ایک ہی لہجہ اور آواز اور محاورہ پر تمام مومنین سے محال تھا جیسا کہ ہر ایک زبان مین آج تک اختلاف موجود ہے کہ تلفظ مین کچھ نہ کچھ فرق ضرور ہوتا ہے اور اونہین اختلافات اہل لسان سے قواعد صرف و نحو کے اخذ کیے گئے ہین کوئی ذی علم تجربہ کار ذرا بھی اس باب مین تردد نکریگا کہ الفاظ کا ادا کرنا مختلف لب و لہجہ کے ساتھ لابدی و امر عادی ہے پس صحابہ کرام بھی اوسیطرح رسول صلعم کے سامنے تلاوت کرتے تھے اور نماز مین قرات قرآن کی اوسی عنوان تکلم کے ساتھ ہوا کرتی تھی اور جب شارع علیہ الصلوہ والسلام نے اونکو اس امر مین مجاز رکھا تھا اور تکلیف مالایطاق مین گرفتار کرانا اور تسہیل کی جگہ دقت مین ڈالنا امت کا نبی الرحمہ صلعم کو منظور نتھا تو وہ اختلافات ابتداے زمانہ نزول وحی سے آج تک صحیح و جائز چلا آیا اور چونکہ ہر وقت مین ہزارون بلکہ لاکھون قاری قرآن شریف کے ہوتے رہے ہے توجسطرح تمام الفاظ قرآن کے متواتر ہین قرات بھی متواتر رہین اور بڑے بڑے شہرون مین بعض محققین کو امام اس فن خاص کے تنقید کا قرار دیا گیا تاکہ قرائت متواترہ و شاذہ و احاد مین مجمع علیہ قول پر عمل رہے اور خلط ملط ہونے پاوے چنانچہ نافع امام اہل مدینہ کے و عبداللہ بن کثیر امام اہل مکہ و ابوعمر بن العلا امام البصری

اللَّیلة لم تر مثلهن قط قل اعوذ برب الفلق وقل اعوذ برب الناس وعنه ایضًا امرنی رسول الله صلعم ان اقرأ بالمعوذات فی دبر کل صلوٰة رواه ابوداود والترمذی وعند النسائی عنه ایضًا ان النبی صلی الله علیه وسلم قرأهما فی صلوٰة الصبح اور قسطلانی لکھتے ہین قد تقید التواتر بطول ایرادها بلفظه

تنبیہ اس مقام پر ایک شبہہ وارد ہوسکتا ہے کہ قرآن شریف مین سبع مثانی کے بعد حرف عطف کے ساتھ والقرآن العظیم ارشاد ہوا ہے اور معطوف ومعطوف علیہ مین مغایرت ہونی چاہیے پھر کیونکر سورۂ فاتحہ جزو قرآن ہوسکتی ہے جواب اسکا یہ ہے کہ جائز ہے کہ ذکر ایک شئے بوصفین مراد ہو اور ایک دوسرے پر معطوف ہو چنانچہ قسطلانی لکھتے ہین قال التوربشتی ان قیل کیف صح عطف القرآن علی السبع المثانی وعطف الشئ علی نفسه مما لا یجوز قلنا لیس کذلک وانما هو من باب ذکر الشئ بوصفین احدهما معطوف علی الآخر والتقدیر آتیناك ما یقال له السبع المثانی والقرآن العظیم ای الجامع لهذین النعتین وقال الطیبی عطف القرآن علی السبع المثانی المراد منه الفاتحة وهو من باب عطف العام علی الخاص تنزیلا للتغایر فی الوصف منزلة التغایر فی الذات والیه اومی صلی الله علیه وسلم بقوله الا اعلمك اعظم سورة فی القرآن الخ دوسرا شبہہ یہ تہا کہ حدیث مین ہی السبع المثانی فرمایا ہے اور قرآن شریف مین سبعًا من المثانی نازل ہوا کیا وجہ اختلاف کی ہے جواب اسکا بھی قسطلانی نے خوب دیا ہے حیث قال اجیب بانه لا اختلاف بین الصیغتین اذا جعلنا من للبیان بلفظه

سوال تیسرا یہ ہے کہ قرات سبعہ کی کیا اصل حقیقت ہے اور حصر او سکا سات قراتون مین صحیح ہے یا نہین اور اونکے تواتر مین کیا تحقیق ہوا ہے الجواب قرأت کا اختلاف باعداد ا سے

جواب سوال ثالث

قرأت سے کیا بحث ہے کلام تو معوذتین اور فاتحۃ الکتاب مین ہے
کہ وہ ابن مسعود کے نزدیک وحی آسمانی تھین یا نہین اگر تھین تو اونکی
کتابت قرآن مین ضرور چاہیے تھی یا نہین جسکا جواب شافی ہم
دے چکے پس ابن حجر کے قول احتمالی و بلا سند تقریر سے بھی
ہمارے مدعا مین خلل نہین ہو سکتا ہے اب ہم وہ احادیث
نقل کرتے ہین جنسے ثابت ہوتا ہے کہ فاتحہ و معوذتین قرآن
شریف کی سورتین ہین صحیح بخاری مین ہے ٥١ قلت یا رسول اللہ انک قلت
لاعلمنک اعظم سورۃ من القرآن قال الحمد للہ رب العلمین هی السبع المثانی
والقرآن العظیم الذی اوتیتہ قسطلانی اسکی شرح مین لکھتے ہین واسم القرآن یقع
علی البعض کما یقع علی الکل و یدل علیہ قولہ تعالی ٥٢ اوحینا
الیک هذا القرآن یعنی سورۃ یوسف بلفظہ اب توکچہ شک نرہا کہ سورۂ فاتحہ
قرآن شریف مین داخل اور اوسیکا ایک جزو ہے اور
ابن مسعود جو اوسکو بھی مثل معوذتین کے علحدہ رکھتے ہونگے
اوسکی وجہ ایک تو وہی ہے جو ہم اوپر لکھ چکے کہ اوسمین احتمال
سہو و نسیان و زیادۃ و نقصان کا نہ تھا کیونکہ نماز مین پڑھنا
اوسکا ہر شخص پر واجب ہے دوسرے اوسکو بھی رقیہ سمجھتے تھے
تیسرے وہ معاملہ قبل جمع ہونے قرآن کا تھا اپنی اپنی
راے و اجتہاد کے موافق بعض صحابہ نے قرآن جمع کر رکھا تھا
جو تھے اونکا یہ گمان تھا کہ جس سورہ کو بالخصوص لکھنے کا
حکم حضرت صلعم نے دیا ہے اوسیکو لکھونگا اب ہم
معوذتین کے متعلق احادیث بیان کرتے ہین صحیح مسلم
مین ہے ٥٣ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم الم تر ایات انزلت هذہ

٥١ پوچھا مین نے رسول خدا صلعم سے کہ فرمایا تھا آپ نے سکھانے کو مجھے بڑی سورۂ قرآن کی فرمایا الحمد للہ رب العالمین یہی سات آیتین ہین قرآن عظیم کی کہ مجھے دی گئی ۱۲

٥٢ جزو قرآن کو بھی قرآن بولتے ہین چنانچہ فرمایا اللہ نے وحی کی ہمنے تجھپر یہ قرآن یعنی سورہ یوسف ۱۲

٥٣ فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ ہرگز نہ دیکھا مثل ان آیتون کے جو اس رات کو نازل ہوئین یعنی معوذتین حکم دیا رسول صلعم نے ہر نماز کی بعد معوذات پڑھنیکو یعنی صلعم نے نماز صبح مین اون دونون کو پڑھا ۱۲

فاقرأوا مابتیسر من القرآن موجود ہے تو اپنی قرآت سے
رجوع نکرنا خواہ اپنے پاس کے قرآن کو جو پہلے سے موجود تھا
معدوم نکرنا دوسری بات ہے اور اتفاق کر لینا ترتیب عثمانی کی بابت
امر آخر ہے دونون مین تعارض نہین ہے اور چونکہ خود صاحب
فتح الباری لکھ چکے ہین ثم لعله یرجع عن قوله ذلک
الی قول الجماعة الخ تو پھر اوسکے خلاف وہ کیونکر خیال وجزم
ویقین ابن مسعود کی مخالفت کا کر سکتے ہین لامحالہ قائم رہنا ابن مسعود کا
اپنی قرآت پر اور معدوم نکرنا اپنے مصحف سابق کا منافی اوس قول
فتح الباری کا نہوگا جو ابھی مذکور ہوا معذلک جائز ہے کہ بمجرد دیکھنے
مصحف عثمانی کے ابن مسعود کا رجوع منقول نہوا ہو اور ایک نئی بات
ظہور مین آنے سے قبل تدبر و تعمق کے پہلا خیال ہی چند روز باقی
رہا ہو آخر کار رجوع اپنی رائے سے کیا ہو پس کوئی تعارض کسی
قول بے سند مین بھی باقی نہین رہتا ہے ورنہ ہم ہرگز بمقابلہ
احادیث صحیحہ و تحقیق علماء دین اور اتفاق جمہور امت کے مجرد
احتمال کسی عالم کا قابل یقین و ترجیح نہین سمجھتے ہین خصوصاً اس وجہ سے کہ جس حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا
صدیقہ سے وہ شبہہ کیا جاتا ہے اوسمین ہرگز کوئی اشارہ مخالفت ابن مسعود کا نہین ہے
نہ تو کوئی لفظ حدیث کا منطوقاً اشارہ کرتا ہے نہ کسی روایت کا فتح الباری مین حوالہ
دیا ہے جس سے مخالفت ابن مسعود کی ثابت ہو سکتی ہے بمقابلہ متواتر کے
مجرد احتمالات سے کام نہین چلتا ہے الیقین لایزول الا بیقین
مثلہ اور قطع نظر اسکے اپنی قرات پر قائم رہنا اور اپنے مصحف کو
معدوم نکرنا مستلزم اس امر کا نہین ہو سکتا کہ سورۂ فاتحہ و معوذتین
کی قرآنیت سے انکار ہو یا اونکی کتابت نکرنے پر بھی اصرار رہا ہو
نہایت مرتبہ یہ ثابت ہوگا کہ اونکی قرات قائم رہی پس اختلافات

خلافت ثالثہ مین ماقبل اوس سے اور بشرط ابدیت بھی مجموعہ
شہرت جدیدہ کی ہوچکی تھی اور اختلافات آراء حلائق رفع ہوگئے تھے
ماقبل اوس سے آیا تھا اور بعد شہرت بھی جائز ہے کہ اوسکے پاس
جو قرآن پہلے سے تھا وہ موافق جمع و ترتیب عثمانی کے نہو اب اوس
ترتیب کے موافق صحیح کرنا چاہتا تھا کیونکہ ایک ایک ہی جلد چند
ملکون مین بھیجی گئی تھی بہت جلد ہر شخص کو اوسکے موافق تصحیح کا
اتفاق ہونا محال عادی تھا پس اس حدیث سے جو ابن حجر نے
یہ خیال کیا ہے کہ اوسکے پاس مصحف غیر مولف موافق ترتیب ابن مسعود
کے ہوگا اور ابن مسعود اپنی قرأت پر روز اپنے مصحف کے معدوم
ہوجانے پر قائم تھے محض تحکم ہے اور بمقابلہ احادیث صحیحہ و اقوال
کثیرہ محققین کے خلل انداز ہماری تقریر کا نہین ہے اور بالفرض یہ بات
بھی مان لیجاے کہ اوسکے پاس موافق ترتیب ابن مسعود کے تھا
تب بھی کچھ قباحت نہین ہے ہان اوسی قسم کی ترتیبین اور اختلافات
دفع کرنے کے واسطے جمع کرنا قرآن شریف کا ضرور ہوا تھا
اسی واسطے آہستہ آہستہ اپنے اپنے پاس سب نے موافق
ترتیب عثمانی کے نقل کرلیا پس جو واقعات عین زمانہ تصحیح مصاحف
کے ہون وہ منافی ہمارے مدعا کے نہین ہین اور بعض صحابہ نے
وقت پہونچنے قرآن کے ممالک بعیدہ مین قبل تنقیح اصل حال کے
اپنے پاس مصاحف قدیمہ رہنے دیے ہون اور دفعةً واحدةً
اونکو معدوم نکیا ہو خواہ اپنی قرأت پر قائم رہے ہون تو بھی
اوس سے مصحف عثمانی مین کچھ خلل نہین آسکتا ہے کیونکہ آخرکار
سب کا اتفاق اسی مصحف پر ہوتا چلا گیا اور تلاوت کرنا بعض
سورتون کا جو کہ موافق ترتیب عثمانی کے نہو کچھ قباحت نہین ہے

۱۷۹۶۹

قرآن سے اونکی سمجہ مین کچہ ہی کیون نہ آیا ہو مگر بعد اوس کی سب صحابہ
کے ساتہ ایسے متفق ہوے کہ بعض قراء مابعد کا سلسلۂ اسناد اونہین تک
پہونچتا ہے جسمین فاتحہ اور معوذتین داخل قرآن ہین چنانچہ محلی مین صاف
موجود ہے هذا كذب على ابن مسعود موضوع وانما
صح عنه قرأة عاصم عن زر عنه وفيها المعوذتان والفاتحة بلفظه او فتح الباری
شرح بخاری مین ہے ثم لعله رجع عن قوله ذلك الى
قول الجماعة وقد اجمع الصحابة عليهما واثبتوهما فى المصاحف
اللتى بعثوها الى سائر الافاق اگر اسقدر پر بھی کسی کے دل سے اشتباہ
نہ جاتا رہے تو کتاب ہدیہ سے سلسلۂ اسناد عاصم کا ہم نقل کیے دیتے ہین
جو علاوہ سلسلہ زر کے بھی مروی ہے حیث قال والخامس
عاصم امام الكوفة روى عنه ابوبكر شعبة بن عباس وحفص
بن ابى داود روياعنه قرأة وسماعًا وقرأ عاصم على ابى عبد الرحمن
عبد الله بن حبيب السلمى وزر بن حبيش واخذ ابو
عبد الرحمن عن عثمان بن عفان وعلى بن ابى طالب
وزيد بن ثابت وعبد الله بن مسعود رضى الله عنهم
واخذ هؤلاء القراء عن النبى صلى الله عليه وسلم بلفظه
تنبیہ صحیح بخاری مین جو یہ حدیث وارد ہے قال انى عند عائشة
ام المؤمنين رضى الله عنها اذ جاءها عراقى فقال اى
الكفن خير قالت ويحك قال يا ام
المؤمنين ارينى مصحفك قالت لم قال
لعلى اولف القرآن عليه فانه يقرأ غير مؤلف الحديث
اس حدیث سے نہ تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ عراقی کون تھا اور
کسوقت مین حاضر ہوا تھا بعد شائع ہونے ترتیب وجمع قرآن کے

الا ان کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذن فی کتابتہ
فیہ وکانہ لم یبلغہ الاذن فی ذلک فلیس فیہ
جحد القرانیتہما بلفظہا قدرہ عن
ابی بکر الباقلانی فللہ درہ ما ادق نظرہ

اور دوسری روایت مین جو یہ لفظ ہے انہما لیستا من کتاب اللہ اگر یہ قول بھی ابن مسعود کا صحیح مان لیا جاے تب بھی مراد اوسکی یہی ہے کہ داخل قرآن سمجھکر نہ لکھتے تھے مصحف کو کتاب اللہ اور قرآن شریف بولنے کی عادت راویان اخبار کی تھی کسی نے تصریح لایکتب المعوذتین اپنے گمان پر بیان کیا ہے کسی نے اونکا گمان لکھہ دیا ہے غرض دونون کی واحد ہے اب ہم اس سے زیادہ تنزل اختیار کرتے ہین اور واسطے اطمینان خاطر معترضین کے تسلیم کرتے ہین کہ ہان ابن مسعود ایسا ہی سمجھے ہونگے کہ معوذتین وفاتحہ قرآن سے علیحدہ ہین اور داخل کتاب اللہ نکرتے تھے بلکہ اوسکو کتاب اللہ سے منفک کردیتے تھے پھر بھی کسی حدیث صحیح سے یہ نہین ثابت ہوتا کہ وہ اپنے اسی اعتقاد پر بعد جمع ہوتے قرآن شریف کے خلافت حضرت عثمان رض مین بھی قائم رہے تھے قبل جمع ہونے قرآن شریف کے اپنی اپنی راے سے صحابہ کے پاس جو مختلف طور پر مصاحف لکھے ہوی تھی اور اونکا حال جواب سوال اول مین ہم لکھہ چکے اوسی اختلاف کے دفع کرنے کی واسطے ضرورت جمع ہونے قرآن کی پڑی تھی اور بعد جمع ہوجانے کے اوسی پر اتفاق صحابہ کا چلا آیا کسی نے کوئی دوسرا مصحف جاری نرکھا نہ اختلاف کے ساتھ کتاب اللہ کی تلاوت باقی رہی لامحالہ ابن مسعود بھی اوس اجماع سے خارج نہین ہین اور جب ابن مسعود نے اپنی راے سابق سے رجوع کیا اور خطاے اجتہادی اونکی بھی باقی نرہی تو ابن مسعود پر بھی طعن وارد نہین ہوسکتا قبل جمع ہونے

قرآن

معاذ اللہ و ذهب ان القرآن انما كتب وجمع بين اللوحين مخافة الشك والنسيان والزيادة و النقصان و رأى ان ذلك مامون في سورة الحمد لقصرها و وجوب تعلمها على كل احد بلفظہ

اب تو معلوم ہوگیا کہ سورۂ فاتحہ کو ابن مسعود نے اس خیال سے مصحف مین نہین لکھا تھا کہ لکھہ لینا قرآن کا صرف واسطے حفاظت قرآن کے ہے تاکہ زیادہ نقصان و نسیان سے محفوظ رہے مگر چونکہ سورۂ فاتحہ چھوٹی سی ہے اور نماز مین پڑھنے کے واسطے سیکھنا اوسکا ہر مسلمان پر واجب ہے تو اوسمین وہ خطرہ نسیان و زیادہ و نقصان کا نہین ہے جو باقی مصحف مین ہے اسواسطے مصحف مین نہین لکھی تھی مگر اس راے سے نہ تو انکار قرآنیت سے لازم آتا نہ کوئی شبہہ پیدا ہوتا ہے ہر شخص کو اختیار تھا کہ جس سورۂ قرآنی کو چاہے یاد رکھے چاہے لکھہ رکھے تو مجموعۂ قرآنی و وحی آسمانی مین کیونکر خلل آسکتا ہے ابن مسعود کو ضرورت تحریر کی نہ معلوم ہوئی تو نہ سہی اوسمین کیا قصور ابن مسعود کا ہے اور کیا شبہہ کی جگہ قرآن شریف مین ہے اور معوذتین کی بھی قرآنیت سے انکار ثابت نہوا اب چاہو اپنے پاس لکھہ رکھو چاہو زبانی حفظ کر لو چاہو ان سورتون سے تعوذ کرو چاہو تلاوت کا ثواب حاصل کرو قرآن شریف پر کوئی اعتراض وارد ہوتا ہے نہ ابن مسعود کی وہ راے اجماع مین مخل ہے کیونکہ لا یکتب المعوذتین فی مصحفہ سے نفی کتابت کی کسی زمانہ مین پائی جاتی ہے نہ نفی اعتقاد قرآنیت کی قسطلانی بھی شرح صحیح بخاری مین لکھتے ہین ان ابن مسعود لم ینکر قرآنیتہما وانما انکر اثباتهما فی المصحف فانه كان يرى ان لا يكتب فی المصحف شیٔ

تو نہ اعتراض ابن مسعود پر وارد ہوتا ہے نہ اجماع صحابہ مین خلل
آسکتا ہے اور تمام اشکال سے خلاص حاصل ہوتا ہے چنانچہ
امام فخر الدین رازی رح سے بھی اتقان مین نقل کیا ہے والاغلب
علی الظن ان نقل ھذا المذھب عن ابن مسعود نقل باطل
وبہ یحصل الخلاص عن ھذہ العقدۃ بلفظہ
اب ہم تنزل اختیار کرتے ہین اور تسلیم کرتے ہین کہ ابن مسعود نے
فاتحۃ الکتاب اور معوذتین کو داخل اپنی مصحف کے نہین کیا تھا
مگر اوس سے قرآنیت کا انکار لازم نہین آتا کیونکہ وہ یہ نہین کہتے تھے
کہ منزل من السماء اور وحی آسمانی نہین ہین بلکہ وہ یہ خیال کرتے تھے
کہ معوذتین محض واسطے تعوذ کے نازل ہوی ہین اور فاتحۃ الکتاب
بھول جانے کی سورہ نہین ہے ہمیشہ پانچ وقت نماز مین پڑھی جاتی ہے
اور لکھ لینا صرف واسطے حفظ کتاب آسمانی کے ہے تاکہ سہو و محو
نہو جاوے اور وہ سمجھتے تھے کہ قرآن مین ہمکو اوسیقدر داخل کرنا چاہیے
جسقدر خاص رسول صلعم نے ہمکو اجازت دی ہو لہذا اپنے پاس
جو مصحف جمع کر رکھا تھا اوسمین اونکو داخل نکرتے تھے یعنی قرآن
ہونے کی تو قائل تھے مگر کتابت فی المصحف سے انکار کرتے تھے
چنانچہ قاضی ابوبکر رح نے لکھا ہے لم یصح عنہ انھا لیست
بقرآن الی قولہ واسقطھا من مصحفہ
انکارًا لکتابتھا لا جحدا لکونھا قرآنا لانہ
کانت السنۃ عندہ ان لا یکتب فی المصحف الا ما امر النبی
صلی اللہ علیہ وسلم باثباتہ فیہ ولم یجدہ کتب ذلک
ولا سمعہ امر بہ اور ابن قتیبہ سے منقول ہے واما اسقاطہ الفاتحۃ
من مصحفہ فلیس لظنہ انھا لیست من القرآن

ف ظن غالب یہ ہے کہ روایت کا ابن مسعود سے منقول ہونا باطل ہے اور یہ نہین اس اعتراض سے خلاصی ہو سکتی ہے

ف نہ داخل کرنا اونکا سورہ فاتحہ کو اپنی مصحف مین بگمان عدم قرآنیت

اسیواسطے اتقان میں لکھا ہے فدل علی ان المراد بالاحرف السبعة غیر اللغات سوال ثانی یہ ہے بعض روایات سے پایا جاتا ہے کہ عبد اللہ بن مسعود فاتحۃ الکتاب اور معوذتین کو داخل قرأت نہیں سمجھتے تھے اب یہ شبہہ ہوسکتا ہے کہ قرآن موجودہ پر اجماع کل صحابہ کا نہیں ہوا تھا یا یہ کہنا پڑے گا کہ ابن مسعود نے خرق اجماع کیا وفیہ ما فیہ الجواب پہلے تو ہم صحت اوس روایت کی یقیناً نہیں تسلیم کرسکتے جن میں خلاف ابن مسعود کا مذکور ہے کیونکہ نقادان فن حدیث کے نزدیک وہ حدیث موضوع ومتکلم فیہ ہے اور انتساب اوس قول کا طرف ابن مسعود کے منع کیا گیا ہے چنانچہ امام نووی شرح المہذب میں فرماتے ہیں اجمع المسلمون علی ان المعوذتین والفاتحة من القرآن وان من جحد منها شیئا کفر وما نقل عن ابن مسعود باطل لیس بصحیح وقال ابن حزم فی المحلی ھذا کذب علی ابن مسعود موضوع وانما صح عنه قرأة عاصم عن زر وفیھا المعوذتان والفاتحة بلفظه اور طیبی نے شرح حدیث میں لکھا ہے قوله لم یر مثلھن یعنی لم یکن آیات سورة کلھن تعویذ للقاری غیر ھاتین السورتین ولذلک کان صلی اللہ علیه وسلم یتعوذ من عین الجان وعین الانسان فلما نزلت المعوذتان اخذ ھما وترك ماسواھما ولما سحر استشفی بھما وانما کان کذلك لانھما من الجوامع فی ھذا الباب وفی الحدیث دلیل واضح علی کون المعوذتین من القرآن ورد علی من نسب الی ابن مسعود خلافه انتھی بلفظه الحاصل جب کہ محققین فن حدیث کو صحت روایت سے انکار ہے

مل جل کر داخل لسان ہوجانے کا رواج موجود ہے اور چونکہ ایک ہی
لغت قریش کے محاورہ کا بعد نسخ سبعۃ احرف کے باقی ہے لہذا
بعینہ وہ ہی سب الفاظ موجود ہین اب ہمکو مناسب معلوم ہوتا ہے
کہ اسی جگہ وہ شبہہ بھی رفع کردین جو بعض مخالفین مذہب اسلام نے
لکھا ہے کہ یہ کیونکر قرین قیاس ہے کہ جبرئیل ایک لفظ کو سات بار
پڑھتے ہونگے ہم جواب دیتے ہین کہ ہر حرف سات حرف پر نہین
پڑھا جاتا تھا جیسا کہ اوپر ہمنے بیان کر دیا بلکہ جبرئیل ہر بار جب نازل
ہوتے تھے ایک ایک حرف یا دو دو حرف مین عرض کر دیتے تھے
یہانتک کہ سات حرف تک نوبت پہونچی چنانچہ اتقان مین ہے کہ
واجیب بانہ انما یلزم ھذا لو اجتمعت الاحرف
السبعۃ فی لفظ واحد و نحن قلنا کان جبریل یاتی فی کل
عرضۃ بحرف الی ان تمت سبعۃ بلفظہ ایک اور بھی شبہہ وارد ہوتا ہے کہ حدیث بخاری سے
نزاع ہونا حضرت عمر فاروق رض اور ہشام بن حکم مین دربارۂ اختلاف قرأت ثابت ہوتا ہے حالانکہ
وہ دونون صحابی قرشی تھے پھر اپنی لغت قریش مین کیونکر نزاع کرتے ہونگے جواب اسکا
یہ ہے کہ ہشام رض نے غیر لغت قریش پر اوس لغت کو پڑھا ہوگا
جسکی اباحت آگئی تھی لہذا فاروق رض کو سنکر تعجب ہوا اور اگر ایک ہی
لغت قریش مین پڑھتے تو جھگڑا کیون پڑتا ہشام رض سمجھے تھے کہ جسطرح
مین نے سنا ہے یون ہی پڑھنا درست ہے فاروق رض نے سمجھا کہ
مین نے اس لغت کو زبان سرور انس و جان سے تو سنا ہی نہین ہے
ہشام کیونکر پڑھتے ہین آخر رسول صلعم نے دونون کو سمجھا دیا کہ اسطرح
اجازت ہے اور ایسا ہی نازل ہوا ہے دونون کی قرأت صحیح ہے
اس مقام سے وہ شبہہ بھی رفع ہوگیا جو بعض علماء نے سمجھا ہے
کہ سات لغت بھی خاص قریش کے تھے نہ دیگر اقوام مختلفہ کے

من جاورهم من العرب الفصحاء ثم ابیح للعرب
ان یقرءوه بلغاتهم التی جرت عادتهم باستعمالها
علی اختلافهم فی الالفاظ والاعراب ولم یکلف
احد منهم الانتقال عن لغة الی لغة اخری للمشقة
ولما کان فیهم من الحمیة ولطلب تسهیل المراد
ومراد غیره ان الاباحة المذکورة لهم تقع
بالتشهی بان غیر کل احد الکلمة بمرادفها
فی لغته بل المرعی فی ذلک السماع
من النبی صلی اللہ علیہ وسلم بلفظہ
بیان سے یہ بات ثابت ہوئی کہ نزول قرآن کا لغت قریش اور
جیران قریش پر ہوا تھا اوسکے بعد اجازت دوسری لغات مین پڑھنے
کی دی گئی تھی تاکہ دیگر اقوام کی عادت ترک کرانے مین دقت نہ پڑے
اور وہ اباحت بھی منحصر تھی اونہین لغات مین جو حضرت صلے اللہ
علیہ وسلم کی زبان وحی ترجمان سے سنین نہ کہ اپنی اپنی خواہشون کی
موافق تلاوت کرنے لگین اب تو وہ شبہہ بھی رفع ہوگیا جو بعض متکلمین
عیسائی مذہب نے وارد کیا ہے کہ قرآن مین بعض لغت غیر قریش
کی زبان کے بھی موجود ہین تو پھر یہ فرمانا خدا تعالے کا وَمَا اَرسلنا
مِن رسول الا بلسان قومہ کیونکر صحیح ہوگا اس اعتراض کا
جواب صاف ظاہر ہوا کہ جیران قریش کے بعض الفاظ جو قریش مین
زبان زد ہوگئے تھے تو وہ گویا قریش ہی کی زبان ہوگئے تھے اور
قرآن شریف اوسی محاورہ موجودہ پر نازل ہوا تھا جسکو قریش
فصیح و بلیغ سمجھتے تھے اور یہ امر خلاف قیاس نہین ہے نہ عادت کے
مخالف ہے اب بھی ہر ایک زبان مین دوسرے مقامون کے الفاظ

ٹپڑھا جاتا ہو بلکہ بعض الفاظ مین دوسری لغت مترادف کا بولنا
مباح کیا گیا تھا اور پھر بھی معنی مرادی مین تبدیل نہین ہوتے تھے
چنانچہ اتقان مین ہے ۵۱ قال ابو عبید لیس المراد ان کل
کلمۃ تقرأ علی سبع لغات بلفظ ایضیہ قال ابن عبد البر
انما اراد بھذا ضرب المثل للحروف اللتی نزل القرآن
علیھا انھا معان متفق مفھومھا مختلف مسموعھا لا یکون
فی شیء منھا معنی وضدہ ولا وجہ یخالف معنی وجہ
خلافا ینفیہ ویضادہ کالرحمۃ التی ھی خلاف
العذاب وضدہ بلفظ تنبیہ حضرت عمر کا یہ قول کہ نزل القرآن بلغۃ مضر
منافی اوس حدیث کا نہین ہے جسمین قول حضرت عثمان رض کا موجود ہے
کہ قرآن لغت قریش پر نازل ہوا ہے جیسا کہ صحیح بخاری سے معلوم ہوتا ہے
کیونکہ قول فاروق رض مین اشارہ ہے سبعۃ احرف کی طرف جسمین لغت
مضر بھی شامل ہے نفی ماعدا کی مراد نہین ہے پس توافق دونون حدیث
مین موجود ہے اور تعارض مرتفع ہے یہ بھی بشرط تسلیم صحت اوس
حدیث کے ہے جسمین قول حضرت عمر کا مروی ہے ورنہ بمقابلہ اوس حدیث
بخاری کی جسمین جمع ہونا قرآن کا خلافت حضرت عثمان مین مروی ہے اور جسمین لغت
قریش پر نازل ہونا مروی ہے قابل معارضہ نہین ہے نہ اوس درجہ کی صحیح ہے جیسی حدیث بخاری کی ہے
فائدہ لغت قریش سے یہ مراد ہے کہ جس لغت کو وہ لوگ اپنے
محاورہ مین بولتے تھے اوسی پر قرآن نازل ہوا ہے خواہ وہ خود اونہین
قوم کا ہو خواہ قریب قریب کے اقوام کی لغت ہون اور السنہ فصحائے
قرب وجوار پر جاری تھی اور قریش نے اونکو اختیار کر لیا تھا اور عادت
بولنے کی ہوگئی تھی چنانچہ اتقان مین ہے ۵۲ ونقل ابو شامہ عن
بعض الشیوخ انہ قال انزل القرآن اولا بلسان قریش و

۵۱ ابو عبید نے کہا یہ مراد نہین کہ ہر کلمہ سات طرز سے پڑھا جاے غرض یہ ہے کہ قرآن مین اختلاف تلفظ سے بھی معنی ومفہوم وہی رہتے ہین اور ایک طرز معنی مین دوسرے کے مخالف و متضاد نہین ہوتا ۱۲

۵۲ ابوشامہ نے نقل کیا ہے کہ قرآن اولا زبان قریش مین اور اونکے پڑوسی فصحائے عرب کی زبان مین نازل ہوا لیکن پھر تمام عرب کو اپنی محاورہ و عادت کے مطابق بتغیر الفاظ و اعراب پڑھنے کی اجازت دیگئی کہ بتبدیل لغت و ترک عادت مین دقت نہو لیکن یہ تغیر حروف اپنی خواہش سے جائز نہین بلکہ سماعت رسول صلعم سے ضرور ہے ۱۲

من جاورهم من العرب الفصحاء ثم ابيح للعرب
ان يقرؤوه بلغاتهم التي جرت عادتهم باستعمالها
على اختلافهم في الالفاظ والاعراب ولم يكلف
احد منهم الانتقال عن لغة الى لغة اخرى للمشقة
ولما كان فيهم من الحمية ولطلب تسهيل المراد
ومع غيره ان الاباحة المذكورة لهم تقع
بالتشهي بان غير كل احد الكلمة بمرادفها
في لغته بل المرعي في ذلك السماع
من النبي صلى الله عليه وسلم بلفظ
بیان سے یہ بات ثابت ہوئی کہ نزول قرآن کا لغت قریش اور
جیران قریش پر ہوا تھا اوسکے بعد اجازت دوسری لغات مین پڑھنے
کی دی گئی تھی تاکہ دیگر اقوام کی عادت ترک کرانے مین وقت نہ پڑے
اور وہ اباحت بھی منحصر تھی اونہین لغات مین جو حضرت صلے اللہ
علیہ وسلم کی زبان وحی ترجمان سے سنین نہ کہ اپنی اپنی خواہشون کی
موافق تلاوت کرنے لگین اب تو وہ شبہہ بھی رفع ہوگیا جو بعض متکلمین
عیسائی مذہب نے وارد کیا ہے کہ قرآن مین بعض لغت غیر قریش
کی زبان کے بھی موجود ہین تو پھر یہ فرمانا خدا تعالے کا وَمَا اَرسلنا
مِن رسول الا بلسان قومه کیونکر صحیح ہوگا اس اعتراض کا
جواب صاف ظاہر ہوا کہ جیران قریش کے بعض الفاظ جو قریش مین
زبان زد ہوگئے تھے تو وہ گویا قریش ہی کی زبان ہوگئے تھے اور
قرآن شریف اوسی محاورہ موجودہ پر نازل ہوا تھا جسکو قریش
فصیح و بلیغ سمجھتے تھے اور یہ امر خلاف قیاس نہین ہے نہ عادت کے
مخالف ہے اب بھی ہر ایک زبان مین دوسرے مقامون کے الفاظ

پڑھا جاتا ہو بلکہ بعض الفاظ میں دوسری لغت مترادف کا بولنا
مباح کیا گیا تھا اور پھر بھی معنی مرادی میں تبدیل نہیں ہوتے تھے
چنانچہ اتقان میں ہے ؎ قال ابو عبید لیس المراد ان کل
کلمۃ تقرأ علی سبع لغات بلفظ ایضا فیہ قال ابن عبد البر
انما اراد بھذا ضرب المثل للحروف اللتی نزل القرآن
علیھا انھا معان متفق مفھومھا مختلف مسموعھا لا یکون
فی شیٔ منھا معنی وضدہ ولا وجہ یخالف معنی وجہ
خلافا ینفیہ ویضادہ کالرحمۃ التی ھی خلاف
العذاب وضدہ بلفظہ تنبیہ حضرت عمرؓ کا یہ قول کہ نزل القرآن بلغۃ مضر
منافی اوس حدیث کا نہیں ہے جسمین قول حضرت عثمانؓ کا موجود ہے
کہ قرآن لغت قریش پر نازل ہوا ہے جیسا کہ صحیح بخاری سے معلوم ہو چکا
کیونکہ قول فاروقؓ میں اشارہ ہے سبعۃ احرف کی طرف جسمین لغت
مضر بھی شامل ہے نفی ماعدا کی مراد نہیں ہے پس توافق دونون حدیث
مین موجود ہے اور تعارض مرتفع ہے یہ بھی بہ شرط تسلیم صحت اوس
حدیث کے ہے جسمین قول حضرت عمرؓ کا مروی ہے ورنہ بمقابلہ اوس حدیث
بخاری کے جسمین جمع ہونا قرآن کا خلافت حضرت عثمانؓ میں مروی ہے اور جسمین لغت
قریش پر نازل ہونا مروی ہے قابل معارضہ نہیں ہے نہ اوس درجہ کی صحیح ہے جیسی حدیث بخاری کی ہے
فائدہ لغت قریش سے یہ مراد ہے کہ جس لغت کو وہ لوگ اپنے
محاورہ میں بولتے تھے اوسی پر قرآن نازل ہوا ہے خواہ وہ لغت انہین
قوم کا ہو خواہ قریب قریب کے اقوام کی لغت ہون اور السنہ فصحائے
قرب وجوار پر جاری تھی اور قریش نے اونکو اختیار کر لیا تھا اور عادت
بولنے کی ہو گئی تھی چنانچہ اتقان میں ہے ؎ ونقل ابو شامہ عن
بعض الشیوخ انہ قال انزل القرآن اولا بلسان قریش ف

ؔ ابو عبید نے کہا یہ مراد نہیں کہ ہر کلمہ سات طرز پڑھا جاے غرض یہ ہے کہ قرآن میں اختلاف تلفظ سے بھی معنی ومفہوم وہی رہتے ہیں اور ایک طرز معنی میں دوسرے کے مخالف و متضاد نہیں ہوتا ۱۲

ؔ ابو شامہ نے نقل کیا ہے کہ قرآن اولا زبان قریش میں [illegible] عرب کی زبان میں نازل ہوا [illegible]

اوسی کے مقابلہ مین فصحا و بلغا عاجز تھے اور وہ اباحت و اجازت
سبعۃ احرف کی بضرورت تھی دوم ہر لفظ قرآن کا معجز نہین ہے
نہ ہر آیت معجز ہے بلکہ ہر سورہ معجز ہے لہذا فأتوا بسورة
من مثلہ فرمایا ہے نہ کہ فأتوا بآیۃ پس اگر بعض
الفاظ کی جگہ اپنی لغت مین اجازت تلاوت کی ہوئی تو وہ نظم بلیغ و
معانی و مضامین و احکام و رشد و رشاد و تعلیم اخلاق و اخبار حالات
ماضیہ و موجودہ و مستقبلہ و کشف حالات قلوب و مکنونات ضمائر عباد
و صدق بیان و ترغیب و ترہیب و وعد و وعید وغیرہ کمالات ممتنع
الجواب تمام سورہ مین خلل انداز نہ تھے سوم جو سات حرف اختیار
کیے گئے تھے وہ بھی اوس قسم کے تھے جو فصاحت مین اگرچہ برابر
قریش کے نہون مگر بہ نسبت دیگر اقوام کے فصیح زیادہ تھے چنانچہ
اتقان مین ابو صالح سے قول ابن عباس کا مروی ہے قال نزل
القران علی سبع لغات منہا خمس بلغۃ العجز من ہوازن
قال والعجز سعد بن بکر و جشم بن بکر و نصر بن معاویۃ
وثقیف وہولاء کلہم من ہوازن ویقال علیا
ہوازن ولہذا قال ابو عمرو بن العلاء افصح العرب علیا
ہوازن و سفلی تمیم یعنی بنی دارم واخرج ابو عبید
من وجہ اخر عن ابن عباس قال نزل القران
بلغۃ الکعبین کعب قریش وکعب
خزاعۃ قیل وکیف ذلک قال لان الدار
واحدۃ یعنی ان خزاعۃ کانوا جیران
قریش فسہلت علیہم لغتہم بلفظہ پس اعجاز قرآن
مین کیونکر خلل آسکتا تھا اور یہ بات بھی جائز نہ تھی کہ ہر لغت سات طرح پر

ہوگی مگر پھر بھی اگر کوئی عالم مذہب اسلام اوسکو مان لے تو کچہ
مورد طعن نہوگا نہ قرآن کے تواتر وصحت مین خلل آویگا مگر ان یحفی
اب ہمکو ضرور ہے کہ اس شبہہ کو بھی رفع کرین جو ایک حدیث صحیح سے
پیدا ہوتا ہے جس مین بجاے سبعۃ احرف کے ثلثۃ احرف وارد
ہوا ہے اور وہ حدیث حاکم نے روایت کی ہے سمرہ سے اوسکے
الفاظ یہ ہین انزل القران علی ثلثۃ احرف جواب اس شبہہ کا
یہ ہے کہ اجازت و وسعت دفعۃً واحدۃً واسطے سات لغت کے
نہین ہوئی تھی بلکہ تھوڑی تھوڑی وسعت دی گئی تھی اسیواسطے حضرت صلے اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ اَسْتَزِیْدُہٗ یعنے جبرئیل سے طلب زیادتی
وسعت کی مین کرتا رہا تاکہ جناب باری سے حکم زیادتی وسعت کا حاصل
کرلاوین پس جائز ہے کہ سمرہ نے صرف تین حرف تک کی اجازت
سنی تھی اور روایت بھی کی تھی مگر بعدہ سات لغت تک کی اجازت
نازل ہوئی لامحالہ حدیث سبعۃ احرف راجح ہوگی نہ مرجوح مؤید میرے
قول کا ہے ابو شامہ کا قول جو قسطلانی نے نقل کیا ہے وہو ہذا
اراد ان انزل ابتداء علی ثلثۃ احرف ثم نزید الی سبعۃ
توسعۃ علی العباد والاکثر انہا محصورۃ
فی السبعۃ بلفظہ اور سوال ثانی بھی پیدا ہوتا ہے جسکا جواب
دینا ضرور ہے وہ یہ ہے کہ اگر سبعۃ احرف مین پڑھنے کی اجازت
ہوئی تو ممکن نہین کہ وہ لغات مختلفہ غایت مرتبہ فصاحت وبلاغت
مین ہون اور اعجاز قرآن باقی رہے پھر کیونکر باوجود مفقود ہوجانے
بلاغت اور فصاحت اور اعجاز قرآنی کے اجازت سبعۃ احرف کی
مان لیجاے ایک جواب تو اس شبہہ کا یہ ہے کہ اصل نزول قرآن
شریف کا لغت قریش پر ہوا تھا جو کمال مرتبہ فصیح وبلیغ تھا اور

لہ ابتداءً تین طرز پر نازل ہوا پھر بتدریج ساتھ زبان کے سات تک بڑھا گیا اور اکثر ... کی ... کہ اسی سات میں محدود ہے ۱۲

اوسی کے مقابلہ مین فصحا وبلغا عاجز تھے اور وہ اباحت و اجازت
سبعۃ احرف کی بضرورت تھی دوم ہر لفظ قرآن کا معجز نہین ہے
نہ ہر آیت معجز ہے بلکہ ہر سورہ معجز ہے لہذا فأتوا بسورۃ
من مثلہ فرمایا ہے نہ کہ فأتوا بآیۃ پس اگر بعض
الفاظ کی جگہ اپنی لغت مین اجازت تلاوت کی ہوئی تو وہ نظم بلیغ و
معانی ومضامین واحکام ورشد ورشاد وتعلیم اخلاق واخبار حالات
ماضیہ وموجودہ ومستقبلہ وکشف حالات قلوب ومکنونات ضمائر عباد
وصدق بیان وترغیب وترہیب ووعد ووعید وغیرہ کمالات ممتنع
الجواب تمام سورہ مین خلل انداز نہ تھے سوم جو سات حرف اختیار
کیے گئے تھے وہ بھی اوس قسم کے تھے جو فصاحت مین اگرچہ برابر
قریش کے نہون مگر بنسبت دیگر اقوام کے فصیح زیادہ تھے چنانچہ
اتقان مین ابو صالح سے قول ابن عباس کا مروی ہے قال نزل
القران علی سبع لغات منہا خمس بلغۃ العجز من ہوازن
قال والعجز سعد بن بکر وجشم بن بکر ونصر بن معاویۃ
وثقیف وہولاء کلہم من ہوازن ویقال علیا
ہوازن ولہذا قال ابو عمرو ابن العلاء افصح العرب علیا
ہوازن وسفلی تمیم یعنی بنی دارم واخرج ابو عبید
من وجہ اخر عن ابن عباس قال نزل القران
بلغۃ الکعبین کعب قریش وکعب
خزاعۃ قیل وکیف ذلک قال لان الدار
واحدۃ یعنی ان خزاعۃ کانوا جیران
قریش فسہلت علیہم لغتہم بلفظہ پس اعجاز قرآن
مین کیونکر خلل آسکتا تھا اور یہ بات بھی جائز نہ تھی کہ ہر لغت سات طرح پر

نہوگی مگر پھر بھی اگر کوئی عالم مذہب اسلام اوسیکو مان لے تو کچھ
سوء ظن نہوگا نہ قرآن کے تواتر وصحت مین خلل آویگا کمالا یخفی
اب ہمکو ضرور ہے کہ اس شبہہ کو بھی رفع کرین جو ایک حدیث صحیح سے
پیدا ہوتا ہے جس مین بجائے سبعۃ احرف کے ثلثۃ احرف وارد
ہوا ہے اور وہ حدیث حاکم نے روایت کی ہے سمرہ سے اوسکے
الفاظ یہ ہین انزل القرآن علی ثلثۃ احرف جواب اس شبہہ کا
یہ ہے کہ اجازت ووسعت دفعۃً واحدۃً واسطے سات لغت کے
نہین ہوئی تھی بلکہ تھوڑی تھوڑی وسعت دی گئی تھی اسیواسطے حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ استزیدہٗ یعنے جبرئیل سے طلب زیادتی
وسعت کی مین کرتا رہا تاکہ جناب باری سے حکم زیادتی وسعت کا حاصل
کرلادین پس جائز ہے کہ سمرہ نے صرف تین حرف تک کی اجازت
سنی تھی اور روایت بھی کی تھی مگر بعدہ سات لغت تک کی اجازت
نازل ہوئی لامحالہ حدیث سبعۃ احرف راجح ہوگی نہ مرجوح مؤید میرے
قول کا ہے ابوشامہ کا قول جو قسطلانی نے نقل کیا ہے وہو ہذا
اراد ان انزل ابتداء علی ثلثۃ احرف ثم نزید الی سبعۃ
توسعۃ علی العباد والاکثر انہا محصورۃ
فی السبعۃ بلفظہ اور سوال ثانی بھی پیدا ہوتا ہے جسکا جواب
دینا ضرور ہے وہ یہ ہے کہ اگر سبعۃ احرف مین پڑھنے کی اجازت
ہوئی تو ممکن نہین کہ وہ لغات مختلفہ غایت مرتبہ فصاحت وبلاغت
مین ہون اور اعجاز قرآن باقی رہے پھر کیونکر باوجود مفقود ہوجانے
بلاغت اور فصاحت اور اعجاز قرآنی کے اجازت سبعۃ احرف کی
مان لیجاے ایک جواب تو اس شبہہ کا یہ ہے کہ اصل نزول قرآن
شریف کا لغت قریش پر ہوا تھا جو کمال مرتبہ فصیح وبلیغ تھا اور

مین سے نے اختیار کیے ہین اوسکا ثبوت اقوال علماء دین واحادیث
صحیحہ سے ہوگیا اور اب کچھ شک نرہا کہ نزول قرآن کا صرف ایک
لغت قریش پر ہوا تھا باقی لغات مین کچھ مدت تک واسطے رفع
تکلیف کے وسعت واباحت رہی پھر بعد مشاق ہوجانے صحابہ
کے وہ اباحت منسوخ ہوکر عرصہ اخیرہ جبرئیل کے موافق یہی ایک
لغت باقی رہ گیا تھا جو آج ہم تلاوت کرتے ہین اور یہی مصحف بعینہ
خلافت راشدہ سے آج تک متواتر چلا آتا ہے ہزارون حفاظ اوسکے
موجود ہین- **فائدہ** لفظ احرف کا جو حدیث مین وارد ہوا ایک ہی
معنے نہین رکھتا تھا بلکہ کئی معنے مین مستعمل ہے لہذا حدیث کو
مجمل دیکھکر اگر اوسکے معنے مین علماء دین نے بطور بیان جملہ احتمالات
کے اقوال کثیرہ لکھے ہین تو یہ امر ہرگز باعث اشتباہ یا طعن وتشنیع کا
علماء فحول کی نسبت نہین ہوسکتا- اسیواسطے خاکسار نے ضرورت
نقل ۳۵ خواہ ۴۰ اقوال کی نہ سمجھی جو قول میرے نزدیک قوی اور
میرا مختار تھا اوسکو اس وجیزہ مین لکھکر شواہد ودلائل اوسکے
قوت وتائید کے بیان کیے گئے- اگر کسی ذی علم محقق مدقق کی وسعت
نظر کتب دینیہ پر ایسی ہو کہ کسی دوسرے قول کو معنی حدیث مین اختیار
کرکے ترجیح دے سکے تو اختیار ہے- **مثلاً** بعض محقق کا یہ قول ہے
کہ مراد سبعہ احرف سے قرأت سبعہ موجودہ ہین جو اب تک متواتر ہین
بلکہ بعض علماء دین کا اصرار بھی اتقان مین اوس قول پر منقول ہے
گو اوسکی تضعیف بھی بیان کی گئی ہے اور قسطلانی شرح بخاری مین
بھی تضعیف اوسکی پائی جاتی ہے حیث قال وعن الخلیل بن احمد
سبع قرأۃ وھذا اضعف الوجوہ اور غالباً تمام روایات واقوال علماء دین
جمع کرنے سے قول مذکور کو ترجیح میرے قول مختار مذکور الصدر پر

۵ احرف جمع ہے حرف کی جو آتا ہے
اور بمعنی وجہ کے بھی آتا ہے
اور بمعنی لغت کے بھی مستعمل
ہے کما فی الاتقان والقسطلانی
۱۲ منہ [illegible]

ادرک هذه الامة قبل ان یختلفوا فی
الکتاب اختلاف الیهود والنصاری
فارسل عثمان الی حفصة ان ارسلی الینا
بالصحف ننسخها فی المصاحف ثم
نردها الیک فارسلت بها حفصة الی عثمان بامر زید
ابن ثابت وعبد الله بن الزبیر وسعید بن
العاص وعبد الرحمن بن الحارث بن هشام
فنسخوها فی المصاحف وقال عثمان
للرهط القرشیین الثلاثة اذا اختلفتم انتم
وزید بن ثابت فی شئ من القرآن فاکتبوه
بلسان قریش فانما نزل بلسانهم ففعلوا حتی
اذا نسخوا الصحف فی المصاحف رد عثمان الصحف الی
حفصة فارسل الی کل افق بمصحف نسخوا الحدیث

اب مجکو اس قول کی تصدیق مین حدیث لکھنی باقی ہے کہ حضرت
حفصہ کے پاس سے جو مصحف طلب کر کے نقل کیا گیا وہ مصحف جمع
کیا ہوا حضرت صدیقؓ و فاروقؓ کی خلافت کا تھا جس سے یہ نتیجہ
پیدا ہوتا ہے کہ اب جو قرآن موجود ہے خلافت راشدہ مین
سواے اوسکے کوئی دوسرا قرآن مجمع علیہ صحابہ کا نہ تھا۔ چنانچہ
صحیح بخاری مین جو حدیث جمع کرانے قرآن کی بحکم صدیق اکبر کے
باہتمام زید بن ثابت کے روایت کی ہے اوسمین بعد ذکر ترتیب
قرآن کے یہ الفاظ وارد ہین فکانت الصحف عند ابی بکر
حتی توفاه الله ثم عند عمر حیاته ثم عند حفصة بنت عمر رضی الله
عنه بلفظه قد تم المبحث۔ الحمد للہ کہ جو معنی سبعہ احرف کے

تو پہلے فاروق اعظم سے بحث ہو چکی تھی پس جبکہ ہر ایک بات مین اتفاق ہو لیتا تھا تب عمل کیا جاتا تھا تو اتنے بڑے امر اہم مین کیونکر اجماع و اتفاق نکرایا جاتا اسیواسطے اقوال علماء دین ائمہ فن حدیث و تفسیر کے جو مین نے اوپر نقل کیے ہین سب صحیح اور دافع اشتباہ ہین اور اوسی مصحف کی نقل وہ مصحف ہے جو پھر کاتبین وحی کے اہتمام اور اجماع صحابۂ کرام سے عہد عثمان غنی مین جمع ہو کر آج تک ہمارے پاس موجود ہے البتہ عہد صدیق مین متعدد اشخاص کے پاس متفرق تھا اور اسیواسطے آیت لقد جاءکم رسول من انفسکم الخ خزیمہ انصاری کے پاس زید کو ملی مگر اس سے کچھ شبہہ کی گنجائش نہین ہے کیونکہ زید کو وقت تلاش کے صرف ایکہی شخص نے دی تو نفی کتابت ماعدا خزیمہ کی لازم نہین آتی ہے قطع نظر اسکے جب ہزارون حافظ پورے قرآن کے موجود تھے تو لکھا ہوا متفرق ہونا کچھ خلل انداز تواتر و شہرت کا نتھا چنانچہ خود زید بن ثابت حافظ قرآن تھے انہون نے خود ہی آیت مذکورہ کو یاد کر کے تلاش کر لیا تھا پس کوئی شبہہ باقی نرہا والحمد للہ علے ذلک - اب ہم اوس حدیث کو نقل کرتے ہین جسمین جمع قرآن عہد عثمانؓ مین اہتمام بلیغ اصلی لغت قریش پر لکھی جانے کا مذکور ہے اور ناسخین و جامعین بھی وہ ہی صحابہ تھے جو کمال حفظ قرآن و علم لغت مین نامور تھے صحیح بخاری مین ہے کہ جب حذیفہ نے اختلاف لوگون کا قرأت قرآن مین دیکھا تو عثمان غنی سے بیان کیا حیث قال فافزع حذیفۃ اختلافھم فی القراءۃ فقال حذیفۃ لعثمان یا امیر المؤمنین

مقتصرا من اللغات علی لغة قریش اذ هی ارجحها
اور زید بن ثابت کاتب وحی کے اہتمام سے خلافت صدیق مین
جمع کیا جانا قرآن شریف کا صحیح بخاری کی حدیث سے ثابت ہے
عن ابن شهاب ان ابن السباق قال ان زید
ابن ثابت قال ارسل الی ابو بکر رضی الله عنه قال
انك كنت تكتب الوحی لرسول الله صلی الله علیه وسلم
فاتبع القرآن فتتبعت الحدیث - **تنبیہ**
اس مقام پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ حدیث مین کاتب وحی ہونا
زید بن ثابت کا مذکور ہے نہ کسی دوسرے کا ہے اور حال یہ ہے
کہ قرآن تو مکہ مین بھی نازل ہوا کرتا تھا اور زید بعد ہجرۃ کے ایمان
لائے ہین تو وہ مدینہ مین تھے نہ مکہ مین تو انھون نے مکہ مین کیونکر
کتابت وحی کی فرمائی ہوگی - اسکا یہ جواب ہے کہ کاتبین وحی حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے متعدد صحابہ تھے زید سے پہلے ابی بن کعب
کاتب تھے اور اول سب سے مدینہ مین زید بن ثابت نے
کتابت شروع کی تھی اور چونکہ وہ کثرت سے کتابت کرتے تھے
اور عرضہ اخیرہ مین بھی موجود تھے اور ابتداء نزول سے اخیر تک
قرآن موافق عرضہ اخیرہ کے جانتے تھے اور حضرت صلعم کو
سنا چکے تھے لہذا اونہین کے ذمہ اہتمام جمع کرنے کا خلافت
صدیق مین رکھا گیا تھا اور حدیث مین اونہین کے نام پر
اختصار کیا گیا ورنہ اوس سے یہ لازم نہین آتا کہ صدیق اکبر
نے اپنے اور جملہ مہاجرین وانصار کے اتفاق سے جمع نکرایا ہو
اور صرف زید ہی کے لکھنے پر قناعت کی ہو - اور مؤید میرے
قول کا ہے یہ امر کہ ارادہ جمع کرنے قرآن کا جسوقت صدیق نے کیا تھا

فلما كان العام الذى قبض فيه عارضه مرتين
فيرون ان تكون قرأتنا هذه على العرضة
الاخيرة انتهى اور شرح حديث جمع ہونے قرآن میں شرح السنة کی یہ عبارت ہے
البيان الواضح + ان الصحابة رضى الله عنهم جمعوا بين
الدفتين القرآن انزل من غير ان يكونوا زادوا
او نقصوا منه شيئا باتفاق منهم من غير ان
يقدموا شيئا او يؤخروه بل كتبوه فى المصاحف
على الترتيب المكتوب فى اللوح المحفوظ بتوقيف
جبرئيل عليه السلام على ذلك واعلامه عند كل
آية بموضعها واين تكتب بلفظه اور بھی قسطلانی نے
ابو عبد الرحمن السلمی کا قول لکھا ہے كان قرأة ابى بكر وعمر وعثمان
وزيد بن ثابت والمهاجرين والانصار واحدة
وهى التى قرأها صلى الله عليه وسلم على جبريل
مرتين فى العام الذى قبض فيه وكان
زيد شهد العرضة الاخيرة وكان يقرأ
الناس بها حتى مات اعتمده الصديق فى
جمعه وولاه عثمان كتبه المصاحف
قال السفاقسى فكان جمع ابى بكر خوف ذهاب
شئ من القرآن بذهاب حملته اذ
انه لم يكن مجموعا فى موضع واحد وجمع عثمان
لما كثر الاختلاف فى وجوه قرأته حين
قرؤا بلغاتهم حتى ادى ذلك الى تخطية
بعضهم بعضا فنسخ تلك الصحف فى مصحف واحد

اور بغوی رح نے شرح السنہ میں فرمایا ہے ان زید بن ثابت
شهد العرضة الاخيرة التي بيّن فيها
ما نسخ وما بقى وكتبها لرسول الله صلى
الله عليه وسلم وقرأها عليه وكان يقرء الناس بها
حتى مات ولذلك اعتمده ابوبكرؓ وعمرؓ في
جمعه وولاه عثمانؓ كتب المصاحف بلفظه اور ابن جریر کا قول
اتقان میں نقل کیا ہے ان القراءة على الاحرف السبعة لم يكن
واجبة على الامة وانما كان جائزا لهم
ومرخصا لهم فيه لما راى الصحابة ان الامة
تفترق وتختلف اذا لم يجتمعوا على حرف
واحد اجتمعوا على ذلك اجتماعا شائعا وهم
معصومون من الضلالة ولم يكن في
ذلك ترك واجب ولا فعل حرام ولا شك ان
القرآن نسخ منه في العرضة الاخيرة وغيرها
فاتفق راى الصحابة على ان كتبوا ما تحققوا
انه قرآن مستقر في العرضة الاخيرة وتركوا ما سوا
ذلك اور بھی اتقان میں ہے واخرج ابن اشتة في المصاحف
وابن شيبة في فضائله من طريق ابن
سيرين عن عبيدة السلماني قال القراءة التي عرضت
على النبي صلى الله عليه وسلم في العام الذي
قبض فيه هي القراءة التي تقرؤها الناس اليوم
واخرج ابن اشتة عن ابن سيرين قال كان
جبرئيل يعارض النبي صلى الله عليه وسلم كل سنة في شهر رمضان مرة

زید ابن ثابت نے دور اخیر کو جو بعد منسوخ ہونے کے باقی رہ گیا تھا لکھا اور پڑھا اور تمام لوگ ان کی وفات تک اسی طرح پڑھا کئے ابوبکر و عمر نے ... اعتماد کیا اور مصاحف عثمانی بھی ویسے ہی لکھے گئے

اما كان ينزل عليه في سائر السنة قال بلى
ولكن جبرئيل كان يعارض مع النبي صلى الله
عليه وسلم في رمضان ما انزل الله فيحكم الله ما يشاء
وينسخ ما يشاء فكان السر في عرضه مرتين في
سنة الوفاة استقراره على ما كتب في المصحف العثماني
والاقتصار عليه وترك ما عداه بلفظه اور قسطلانی نے
وسعت واباحت سبعہ احرف اور پھر اوسکی باقی رہنے کی باب میں لکھا ہے
وهل هي باقية الى الان يقرأ بها ام كان ذلك ثم استقر
الامر على بعضها والى الثاني ذهب الاكثر كسفيان
بن عيينة وابن وهب والطبري والطحاوي
وهل استقر ذلك في الزمن النبوي
ام بعده والاكثر على الاول واختاره القاضي
ابو بكر بن الطيب وابن عبد البر وابن العربي
وغيرهم لان ضرورة اختلاف اللغات ومشقة
نطقهم بغير لغتهم اقتضت التوسعة عليهم في اول
الامر فاذن لكل ان يقرأ على حرفه اي طريقته في اللغة
الى ان انضبط الامر وتدربت الالسن وتمكن الناس
من الاقتصار على الطريقة الواحدة فعارض
جبريل عليه السلام النبي صلى الله عليه وسلم
القران مرتين في السنة الاخيرة واستقر على
ما هو عليه الان فنسخ الله تعالى تلك القراءات
المأذون فيها بما اوجبه من الاقتصار على هذه
القراءة التي تلقاها الناس ... الخ بلفظه

فسالناه فقال ماترك الا ما بين الدفتين بلفظہ
اور تواتر قرآن کا ایسے ہونا بذا محتاج ثبوت وبرہان نہین رہا ہے
ہر عہد مین ہزارون لاکھون حافظ اوسکے چلے آئے ہین اور انشاء اللہ
تعالیٰ تا قیامت ہوتے رہین گے اور خدا تعالیٰ نے اوسکی حفاظت کا
وعدہ کر لیا ہے وانا لہ لحافظون فرمایا ہے اور تحریف
(کسی طرح کی کیون نہو) باطل ضرور ہوگی مگر کلام اللہ مین باطل کا دخل
کسیوقت مین ہونے پاویگا چنانچہ خود جناب باری تعالیٰ کا ارشاد ہے
لا یاتیه الباطل من بین یدیه ولا من خلفه الآیة
اور جمع ہونا قرآن شریف کا خاص لغت قریش پر خلافت راشدہ
مین اور موافق ہونا اوسکا عرضۂ اخیرہ جبرئیل سے قسطلانی کی اس
عبارت شرح حدیث سے بھی ثابت ہوتا ہے حدیث یہ ہے
عن ابی هريرة قال كان يعرض على النبی صلی الله
عليه وسلم القرآن كل عام مرة فعرض عليه مرتين في
العام الذی قبض قسطلانی لکھتے ہین واختلف هل كانت
العرضة الاخيرة بجميع الاحرف السبعة او بحرف
واحد منها وعلى الثانی فهل هو الحرف الذی
جمع عليه عثمان الناس او غيره فعند احمد وغيره
من طريق عبيدة السلمانی ان الذی جمع عليه عثمان
الناس موافق للعرضة الاخيرة ونحوه عند الحاكم
من حديث سمرة واسناده حسن وقد صححه
هو واخرج ابو عبيد من طريق داؤد
ابن ابی هند قال قلت للشعبی قوله تعالیٰ
شهر رمضان الذی انزل فيه القرآن

اور بعضے آیات ربنا اور بعضے اپنے وظیفہ خاص کی چند سورتین بعضے کچھ آیات کے ساتھ تفسیر کی عبارتین لکھ لیتے ہین مگر اس سے لکھ رکھنے سے اصل مجموعہ موجودہ متواترہ مجمع علیہا جو بعینہ موافق عرضہ اخیرہ جبرئیل کے تھا نہ کچھ بدل سکتا تھا نہ اوسکی صحت و تواتر مین شبہہ ہو سکتا ہے البتہ بہت جلد اوسکے ترتیب کا شائع کردینا حضرت عثمان غنی کی خلافت مین اسواسطے ضرور ہوا کہ لغات سبعہ مین سے جو ایک لغت قریش کا باقی رہ کر چھہ لغت منسوخ ہو چکے تھے اور بعض ناواقف انکو بعد نسخ کے بھی پڑھے جاتے تھے اور اوسی اختلاف امتہ مرحومہ کا خوف تھا اور بعض صحابہ کے پاس جو خلاف ترتیب اصلی کے قرآن موجود تھا جیساکہ ہم بیان کرچکے اوس سے بعد کسی مدت کے اختلاف کا خطرہ تھا اور الفاظ تفسیری اور آیات منسوخ التلاوت بھی بعد چندے شاید داخل قرآن شریف سمجھے جاتے اور اختلاف پڑجاتا لہذا ایک ہی لغت مختار و باقیماندہ عرض کردۂ جبرئیل کو قائم رہنے دیا گیا۔ الحاصل اب جو قرآن مجید ہے ہاتھون اور ہمارے دلون مین محفوظ ہے نہ اوسمین کچھ کمی ہوئی ہے نہ زیادتی نہ تحریف لفظی ہے نہ خلاف عرضۂ اخیرۂ جبرئیل کے ہے ہمارے رسول صلعم اسیکو چھوڑ گئے ہین نہ اس سے زیادہ ہر چند میرے قول کی تصدیق علماء خبیر کے نزدیک آسان ہے مگر واسطے کمال اطمینان قلوب مومنین کے سند اپنے قول کی پیش کرتا ہون صحیح بخاری مین ہے قال دخلت انا وشداد بن معقل علے ابن عباس رضہ فقال له شداد بن معقل أترك النبی صلی اللہ علیہ وسلم من شئ قال ماترك الا ما بين الدفتين الضيافيه + قال ودخلنا علے محمد بن الحنفية

کرتے ہین اور اسکو حضرت عثمان نے جمع کیا اور اسکو زید بن
ثابت نے حضرت رسول صلعم کی حیات مین لکھا تھا اور یہی قرآن
بعینہ صدیق اکبرؓ کے زمانہ مین جمع ہوچکا تھا اور ایسا ہی حضرت
حفصہؓ کے پاس بھی موجود تھا اور جس لغت پر اب موجود ہے
یہی موافق اوس عرض کے ہے جو سال وفات سرور کائنات علیہ
التحیۃ والصلوٰۃ مین دوبار جبرئیل امین نے سنایا اور پڑھایا تھا
اور بعض اصحابؓ اوس عرضہ اخیرہ مین موجود بھی تھے اور حضرت
صلعم پر چونکہ وحی نازل ہوتی رہتی تھی سلسلہ تنزیل کا جاری تھا
لہذا عرضہ اخیرہ کے بعد ترتیب موجودہ قائم ہوئی اور تمام صحابہ
جو حافظ قرآن تھے اور حضور مین سیدالانبیاء صلعم کے شرف
صحبت اکثر حاصل کرتے تھے ترتیب و لغت موجودہ کے عالم اور
واقف تھے اوسی ترتیب کو اور اوسی لغت قریش کو کاتبین
وحی اور حفاظ و علماء وحی کے اہتمام سے مجمع صحابہ مین خلافت
راشدہ مین جمع کرنیکا اتفاق ہوا اور اوسی پر اجماع منعقد تھا اور ہے
اور جسقدر ترتیبین اپنے اپنے مذاق اور فوائد تفسیر دانی کے
لحاظ سے بعض صحابۂ کرام کے پاس تھین وہ معدوم ہوگئین کیونکہ
کسی نے اس نظر سے کہ ہمکو ترتیب نزول سے ہر ایک سورہ
اور آیت کا زمانہ و شان نزول فراموش ہوگا موافق ترتیب
تنزیل کے جمع کر رکھا تھا بعضون نے چند سورتین ایک جگہ
جمع کر رکھی تھین بعض کے پاس پورا جمع نہ تھا بقدر اپنی یاد کے
کچھ لکھہ رکھا تھا بعض نے کچھ الفاظ بطور تفسیر و معنی کے ہی ساتھ ساتھ
کلام الٰہی کے ملادیے تھے غرض کہ ہر طرح جیسکی سمجھ مین اپنے دل کی
خواہش تھی کچھ کچھ جمع کر رکھا تھا جیسا کہ اب بھی بعض اشخاص پنجسورہ

اس روایت سے معلوم ہوا کہ جب اوس شخص کی زبان سے
اثیم نہ نکل سکا تو دوسرا لغت جو ابن مسعود کو معلوم تھا اوسکو
سکھا دیا پس اجازت محض رفع ضرورت کی طور پر تھی نہ کہ ہر ایک
جسکا جی چاہے لفظ بدل ڈالے ہاں جسقدر الفاظ کی تبدیل
وتغییر محاورات مختلفہ مین صحابۂ کرام نے رسول انام صلعم سے
سن لی تھی اوسکا پڑھنا منع نہین جانتے تھے اسواسطے ابی
بن کعب وابن مسعود نے کسی زمانہ مین موافق دیگر حروف کے
بھی پڑھ سنایا - اب ہم بیان کرتے ہین کہ ایک حرف پر قرآن شریف
باقی رہا جسپر اصلی تنزیل ہوئی تھی اور وہ لغت قریش ہے کیفیت
اسکی یہ ہے کہ ہر سال رمضان شریف مین ایکبار جبرئیل امین
حضرت رسالت پناہ صلعم پر قرآن شریف عرض کرتے تھے
تاکہ جو آیت جس سورہ کی ہے وہ ترتیب مین درست رہے
اور جو کچھ وسعت الفاظ کی قرأت مین ہو وہ بھی معلوم ہوتی رہے
اور حضرت کو بھی خوب یاد رہے اور حل مشکلات ہوتا رہے
اسی حال مین وہ وسعت سبعہ احرف کی بھی چلی آئی مگر جب
ببرکت صحبت حضرت رسالت صلعم کے صحابہ کی زبان درست ہوگئی
اور لغت واحد پر تلاوت کرنا سیکھ گئے اور علم اونکا روز بروز
بڑھتا گیا اور احادیث حضرت کے حفظ کرنے لگے تب زبان دانی
بھی خاص قریش کی ہر قوم کے صحابی کو آسان ہو چکی تھی تو وہ وسعت
واباحت غیر ضروری ہوگئی کیونکہ رفع علت سے معلول کا حکم
بدل جاتا ہے اور ضرورت جاتی رہی تو وسعت بھی منسوخ ہوگئی
اور ایک ہی لغت پر پڑھنا جائز رہ گیا اور وہ ہی تھا جو اب تک
متواتر چلا آتا ہے اور ہمارے پاس موجود ہے اسی کی ہم تلاوت

مؤید میرے قول کی ہے یہ عبارت اتقان کی التاسع ان
المراد سبعة اوجه من المعانی المتفقة بالفاظ مختلفة
نحو اقبل وتعال وهلم وعجل واسرع والی هذا
ذهب سفیان بن عیینة وابن جریر وابن وهب
وخلائق ونسبه ابن عبد البر الی اکثر العلماء
+ ویدل علیه ما اخرجه احمد والطبرانی من حدیث
ابی بکرة ان جبریل قال یا محمد اقرء القرآن علی
حرف قال میکائیل استزده حتی بلغ سبعة احرف قال کل
شاف وکاف ما لم تخلط اية عذاب برحمة او رحمة
بعذاب نحو قولک تعال واقبل وهلم واذهب
واعجل هذا لفظ رواية احمد واسناده جید + واخرج احمد والطبرانی
ایضا عن ابن مسعود رض نحوه الی قوله + عن ابی بن کعب انه کان
یقرء کلما اضاء لهم مشوا فیه مروا فیه سعوا فیه + وکان ابن مسعود رض
یقرء + للذین امنوا انظرونا وامهلونا اخرونا بلفظه
اب تو کچھ شک نہ رہا کہ وہ وسعت واجازت اس قسم کی نہ تھی جس سے
اختلاف معنی ہوتا ہو۔ اور احمد وطبرانی وغیرہ کی روایات سے بھی
ثبوت کلی اس مدعا کا ہو چکا اور یہ صاف معلوم ہوا کہ معذورین
واقوام مختلفہ کے واسطے ابتدائے نزول وحی میں وسعت مطلوب تھی
چنانچہ وہ روایت جو طریق عون بن عبد اللہ سے اتقان میں ہے
اوسکے الفاظ یہ ہیں ان ابن مسعود رض اقرأ رجلا ان شجرة
الزقوم طعام الاثیم + فقال الرجل طعام الیتیم فردها
علیه فلم یستقم بها لسانه فقال اتستطیع ان تقول
طعام الفاجر قال نعم قال فافعل بلفظه

مختلفہ مین خدا نے وسعت دینی منظور فرمائی اسیواسطے
لفظ انزل کا اوس اجازت اور وسعت کے باب مین وارد
ہوا ہے چنانچہ صحیح بخاری مین نزاع ہونا درمیان حضرت
عمر فاروق رض اور ہشام کے قصہ تلاوت سورہ فرقان مین حدیث مین
موجود ہے اور جب وہ جھگڑا حضور مین سید المرسلین صلعم
کے پہونچا تو آپ نے دونون کی قرات کو سنکر کذالک انزلت
فرمایا اور یہ ارشاد ہوا کہ ان ھذا القران انزل علی سبعۃ احرف
وجہ نزاع کی درمیان ہشام اور حضرت عمر کے یہ تھی کہ دونون
یہی فرماتے تھے کہ ہمکو حضرت رسول صلعم نے ایسا ہی تعلیم کیا ہے
اسیواسطے حدیث موصوف سے یہ بات نکلتی ہے کہ باوجود
اجازت اور وسعت سبعۃ احرف کے بھی حضرت رسالت صلعم
کی زبان وحی ترجمان سے سننا بھی ضرور سمجھا جاتا تھا یہ حکم نہ تھا
کہ ہر شخص اپنے محاورہ مین جو لفظ چاہے بولنے لگے چنانچہ
قسطلانی شرح صحیح بخاری مین لکھتے ہین لکن الاباحۃ المذکورۃ
لم تقع بالتشھی ای ان کل واحد یغیر الکلمۃ بمرادفہا
فی لغتہ بل ذلک مقصور علی السماع
من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کما یشیر الیہ قول کل من عمر وھشام
اقرأنی النبی صلی اللہ علیہ وسلم **فائدہ** یہ نہ سمجھنا چاہیے
کہ اختلاف احرف سے اختلاف معنی بھی جائز تھا ہرگز نہین
صرف اپنے محاورہ کا لفظ مترادف المعنی بولنے کی وسعت
نازل ہوئی تھی **مثلاً** اقبل وتعال وھلم وعجل
واسرع وانظرونا وامھلونا واخرونا وغیر ذلک

اجازت نازل ہوئی اور وجہ اسکی صاف ظاہر ہے کہ خاص
قریش کے محاورہ پر جو قرآن نازل ہوا ہے اوسکی پابندی
تمام عرب کی اقوام مختلف مقامون کے رہنے والون سے فوراً
نہین ہوسکتی تھی مثلاً دہلی اردوے معلے کی زبان کا دفعۃً
واحدۃً پابند ہوجانا اہل قریات تمام ہندوستان کا خالی
دقت سے نہین ہے ہان رفتہ رفتہ بعد مشق روزمرہ و تصحیح
محاورہ کی بدولت صحبت و تعلیم افصح الفصحا کے وہ دقت
جاتی رہتی ہے جو ابتدا مین واقع رہتی ہے خصوصاً جاہلون
اوبچون اور عورتون کو بڑی مشکل سے اپنا روزمرہ بدلنا
آسکتا ہے۔ اسیطرح عرب مین جب قرآن شریف خاص ان
قوم فصیح و بلیغ قریش کے محاورہ پر نازل ہوا تھا تو دیگر اقوام
کے لوگ جو بجاے کسی لغت قریش کے دوسرا لغت بولنی کی
عادی تھے یا اوسی لغت کو تھوڑے سے تبدیل کے ساتھ بول
رہے تھے گھبرانے لگے اور نماز مین دقت اوٹھانے لگے
اور ایک دوسرے سے جھگڑنے لگا اور غصّہ کرنے لگا۔
اور بعض قوم کو حمیّت سابقہ کا بھی خیال تھا کہ ہم اپنا محاورہ
کسواسطے ترک کرین سب طرح کی خلقت خدا کی ہوتی ہے
مگر رسول اللہ صلعم تو سب کے واسطے رحمت عام تھے خدا سے
بار بار التجا کرتے رہے کہ ان لوگون کو وسعت دیجاے تاکہ
اپنے محاورہ مین اگر کسی لفظ کے بدلے دوسرا لفظ متحد المعنی
یا اوسی لفظ کی جگہ تغییر و تبدیل کے ساتھ انکی زبان سے لفظ
نکلے تو معاف فرمایا جاوے چنانچہ ایسا ہی حکم ہوگیا۔ اور
جبرئیل نے حضرت کو اوس طرح بھی عرض کردیا جسطرح لغات

وابی جهیم بن الحارث بن الصمة هذا حديث
حسن صحيح قد روى عن ابى بن كعب من غير وجه
اور صحیح بخاری مین ہے باب انزل القرآن على سبعة احرف
ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال اقرأنى جبريل على
حرف فراجعته فلم ازل استزيده ويزيدنى حتى
انتهى الى سبعة احرف اور صحیح نسائی مین ابن عباس کی
روایت ابی بن کعب سے اوسیطرح کی ہے جو مذکور ہوئی
اور بعض روایت مین یہ الفاظ ہین ثم اتاه الثانية فقال
على حرفين ثم اتاه الثالثة فقال على ثلاثة احرف ثم جاءه الرابعة
فقال ان الله يامرك ان تقرأ على سبعة احرف فايما حرف
قرءوا عليه فقد اصابوا انتهى كما ذكره القسطلانى
اور صحیح مسلم مین بھی جو حدیث مذکور ہے مضمون اوسکا قریب
قریب حدیث صحیح بخاری کے ہے اسقدر الفاظ زیادہ ہین
فرددت اليه ان هوّن على امتى بلفظه الحاصل
تمام روایات کے جمع کرنے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ واسطے
آسانی مختلف فرقون واقوام وقبائل عرب کی اجازت پڑھنے کی
بعض الفاظ کی نسبت اپنے اپنے محاورہ کے موافق دی گئی تھی
اور حضرت رحمة للعالمین صلے اللہ علیہ وسلم نے جب یہ دیکھا تھا
کہ میری امت مین بوڑھے اور لڑکے اور ضعفا اور کم علم اور بے علم
سبطرح کے لوگ عرب مین موجود ہین اور اسکے بول چال محاورہ
روزمرہ واحد نہین ہین تو خدا سے درخواست کی تھی کہ محاورات
مختلفہ مین پڑھنے کی اجازت ملے اور ہر بار اجازت مین وسعت
چاہتے رہے یہانتک کہ سات طرح کی لغات مین پڑھ لینے کی

چند سوالات باميد تحرير جواب متعلق مجموعۂ موجودہ قرآن شریف
کے بھیجے ہین اور فقیر ہیچ میرز سے جواب اپنی شبہات کا
چاہتے ہین ناچار یہ رسالہ مختصر مجکو لکھنا ضرور ہوا تاکہ اونکا بھی
اطمینان خاطر ہوجاوے اور میرے بھائی مسلمانون کو بھی فائدہ
جدیدہ سے بصیرت اور تقویت دینی حاصل ہو اور اپنے
کلام مجید کے طفیل سے ارحم الراحمین میرے گناہون کی مغفرت
فرماوے آمین یا رب العالمین **پہلا سوال** یہ ہے کہ بعض
احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن شریف سَبْعَۃَ
اَحْرُفٍ پر نازل ہوا تھا آیا وہ سب متواتر اور موجود ہین
یا صرف ایک حرف باقی ہے شق اول مین ساتون کا ثبوت
دیجیے۔ اور شق ثانی مین وجہ معدوم ہوجانے چھہ حروف کی
بیان کیجیے کیا صحابہ نے وقت جمع ہونے قرآن کے تحریف
کی ہے یا خودبخود معدوم ہوگئی انتہی **الجواب** بے شک
احادیث صحیحہ سے اصلیت سبعہ احرف کی پائی جاتی ہے
چند حدیث اس مقام پر ہم بیان کرتے ہین۔ صحیح ترمذی مین ہے
باب ماجاء ان القرآن انزل علی سبعة
احرف عن ابی بن کعب قال لقی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم جبرئیل فقال یا جبرائیل
انی بُعِثتُ الی امة امیین منھم العجوز والشیخ
الکبیر والغلام والجاریة والرجل الذی لم یقرأ کتابًا
قَطُّ قال یا محمد ان القرآن انزل علی سبعة احرف ++++
وفی الباب عن عمر وحذیفة بن الیمان وابی ھریرة وام
ایوب وھی امرأة ابی ایوب الانصاری وسمرة وابن عباس

۵۱ فرمایا رسول خدا صلعم نے جبرئیل سے کہ مین ایک گروہ امی کیطرف مرسل ہوا جسمین بوڑھے بوڑھے اور ایسے لوگ ہین جنھون نے کبھی کوئی کتاب نہین پڑھی جبرئیل نے کہا کہ قرآن نازل ہوا سات طرز پر ۱۲

Risala Maeedul Kooraun

INDIAN INSTITUTE

رسالة مؤيد القرآن

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذی انزل علی رسوله قرانًا عربیًا غیر ذی
عوج لا یاتیه الباطل من بین یدیه ولا من خلفه
وجعله معجزًا ابدیًا لو اجتمعت الجن والانس لا
یاتون بمثله + والصلوٰة والسلام علی سیدنا محمدن
الذی بعثه الله بافصح کلامه وابلغ نظامه :: الی عبادہٖ
لتبلیغ احکامه وعلی اله وصحبه الذین
بذلوا جهدهم باجماعهم فی حفظه وجمعه واشاعته اما بعد
احقر العباد علی بخش عفی عنه خدمت مین اهل اسلام کے
عرض کرتا ہے کہ فی الحال میرے ایک دوست نے

Mu'aiyid al-Qor'ān.

15-X/10.
D

Indian Institute, Oxford.
The Lucknow Sparks Library.
Presented
by
Munshi Newul Kishore.